بسم الله الرحمٰن الرحيم

إِنْ تَتَّقُوا اللهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ماہانہ ترجمان

الفرقان

احمد نگر۔ ربوہ

جلد ۴ — نمبر ۵

مئی ۱۹۵۴ء

چندہ سالانہ
پانچ روپے

قیمت فی پرچہ
آٹھ آنے

ایڈیٹر
ابو العطاء جالندھری

ریویو

قرآنی صداقتوں کا بے مثال خزانہ

"اسلامی اصول کی فلاسفی" ——— (امریکن ایڈیشن)

انیسویں صدی کے آخر میں (دسمبر ۱۸۹۶ء میں) لاہور میں ایک عظیم الشان مذہبی کانفرنس ہوئی جس میں انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتوں، انسانی زندگی کا مقصد اور اسکے حصول کے ذرائع نیز آخرت کی زندگی اور اسکے کوائف وغیرہ کے بارے میں پانچ اہم سوال پیش ہوئے اور مختلف مذاہب کے نمائندوں نے ان کے جواب پیش کئے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اس کانفرنس کے سوالات کے جواب میں جو مضمون تحریر فرمایا اس میں یہ التزام فرمایا کہ ہر بات کے لئے دلیل قرآن مجید سے پیش کی اور ہر دعویٰ کا ثبوت آیات قرآنیہ سے دیا۔ اس طرح یہ مجموعہ قرآنی صداقتوں کا بے مثال مجموعہ بن گیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت کیلئے شائع شدہ معیاری کتابوں میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" کو اعلیٰ ترین درجہ حاصل ہے اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ آج تک ایسا بنیادی مجموعہ کبھی تیار نہیں ہوا۔ یہ مضمون اس قدر دلکش اور جاذب تھا کہ اختلاف خیال کے باوجود تمام حاضرین نے اسکی تعریف کی، اخبارات نے اس پر تعریفی مقالے لکھے۔

کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" قریباً ساٹھ برس سے دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہو رہی ہے۔ انگریزی زبان میں بھی اسکی بکثرت اشاعت ہوئی ہے۔ امریکہ اس زمانہ میں اپنی ایجادات کی وجہ سے بہترین طباعت کے لحاظ سے بھی گوئے سبقت لے گیا ہے۔ اسوقت "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا امریکن ایڈیشن ہمارے سامنے ہے جو اپنی طباعت کی نفاست، عمدہ کاغذ اور جاذب نظر جلد بندی کے باعث خاص طور پر ممتاز ہے۔ انچارج امریکن احمدیہ مشن محترم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر ایم اے کی ہمت قابل شکریہ ہے کہ انہوں نے قرآنی صداقتوں کے اس بے مثال خزانہ کو اس خوبصورت شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ دو صد صفحہ کی کتاب ہر پہلو سے جامع مانع ہے۔ انگریزی جاننے والے یہ کتاب مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرما سکتے ہیں:-

The American Fazl Mosque
2141 Leroy Place, N. W.
WASHINGTON-8, D.C.
AMERICA

ضروری اعلان

مشکلاتِ قرآنی کا حل

قرآن مجید انسانوں کے تمام طبقات کے لئے دائمی شریعت ہے۔

اس میں تمام فہم اصول اور احکام آسان پیرایہ میں بھی بیان کئے گئے ہیں لیکن اس میں بہت سی روحانی صداقتیں ایسے انداز میں ذکر ہوئی ہیں جن کا پتہ تدبر، غور و خوض اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے لہذا ایسا ضروری تھا تاکہ قیامت تک انسانی فکر کا ارتقاء جاری رہے اور انسانوں کی قوت اجتہاد ترقی کرتی رہے۔ جس طرح کائنات عالم کے خزانے ختم نہیں ہوتے بلکہ روز بروز نئے سے نئے انکشاف ہو رہے ہیں اسی طرح قرآن مجید کے حقائق و معارف کے خزانے ختم ہونے والے نہیں اور کسی ایک انسان پر ان کی انتہاء نہیں ہو سکتی۔ ہر شخص اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس بحر بے پایاں سے حصہ لے سکتا ہے۔ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ۔

بعض احباب کا تقاضا ہے کہ قرآن مجید میں مشکل سمجھی جانے والی آیات کے اشکال کا حل بھی الفرقان میں پیش کیا جائے بلکہ چند دوستوں نے تو ایسی آیات کو پیش کر کے ان کے جواب طلب کئے ہیں اسلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان شاء اللہ آئندہ اشاعت سے ایسی آیات کی تفسیر اور ان پر وارد کردہ اعتراض کا جواب بھی ایک مستقل عنوان کے ماتحت الفرقان میں شائع ہوتا رہے گا۔ دوسرے احباب بھی اپنے سوالات پتہ ذیل پر بھجوا سکتے ہیں۔

"ایڈیٹر الفرقان - ربوہ پاکستان"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۴ — الفرقان — نمبر ۵

بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۵۴ء

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان مضامین	نمبر صفحہ
۱	قرآنی صداقتوں کا بے مثال خزانہ	ٹائیٹل پیج
۲	اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا مرکز	۲
۳	البیان ــــ ترجمہ قرآن مجید	۵
۴	رسالہ طلوع اسلام نے کوئی جواب نہیں دیا	۶
۵	عربی زبان کے آسان اسباق	۷
۶	ایک پادری صاحب کے تین سوال اور ان کے جواب (ہستی باری تعالیٰ، الہام اور نبوت کے بارے میں قرآنی حقائق)	۸
۷	قرآن کریم کا نزول، اس کا جمع ہونا اور اس کی ترتیب	۱۴
۸	روزہ کے بیش فوائد	۱۶
۹	تحقیق اُمّ الالسنہ (یعنی عربی زبان کے تمام زبانوں کی ماں ہونے کا قطعی ثبوت)	۱۷
۱۰	آئین پاکستان	۲۵
۱۱	الہام اور آزادی (نظم)	۲۹
۱۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن میں (سفر مدین اور شادی)	۳۰
۱۳	باب المراسلات (چہرہ کے پردہ اور یتیم پوتا کی وراثت کے متعلق دو مکتوب)	۳۴
۱۴	الفرقان کے متعلق تجاویز	۴۰
۱۵	فتنہ "اکثریت واقلیت" قرآن مجید کی روشنی میں	۴۱

(طابع وناشر ابوالعطاء جالندھری نے خالد پرنٹنگ پریس سرگودھا میں چھپوا کر دفتر رسالہ الفرقان احمد نگر۔ ربوہ۔ ضلع جھنگ سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۴ | رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ | الفرقان | مئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۵

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا مرکز!

نشاۃ ثانیہ قرآن مجید کے ذریعہ ہی ہوگی!!

قرآن مجید کا پیغام عالمگیر پیغام ہے، تمام قوموں اور زمانوں پر حاوی ہے۔ بنی نوع انسان کی سعادت کے لئے اس پیغام کا ہر ہر انسان تک پہنچنا ضروری ہے، تا انسان اس پیغام کی روشنی میں اپنے اور اپنے خدا کے تعلق کا جائزہ لے سکیں اور اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی رہنمائی میں اپنی قوتوں کو اجاگر کر سکیں اور اپنے مقصدِ حیات کی تکمیل کر سکیں۔

انسانوں کا ایک بڑا طبقہ قرآن مجید سے سراسر غافل ہے ابھی تک چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج تک اللہ تعالیٰ کا یہ کلام صحیح طور پر نہیں پہنچ سکا۔ پھر قرآن مجید کو ماننے کا ادعا کرنے والوں کی اکثریت بھی قرآنی تعلیمات اور حقائق سے ناآشنا ہے۔ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد محض رسمی طور پر مسلمان ہے۔ انہوں نے محض تبرک کے لئے قرآن مجید کے نسخے اپنے طاقچوں میں رکھے ہوئے ہیں۔ کبھی کبھار چند آیات کا پڑھ لینا بہت بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید عملی طور پر مسلمانوں کی زندگی کا حصہ نہیں ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آیتِ قرآنی وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا حرف بحرف مسلمانوں پر منطبق ہو رہی ہے۔ آج رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک بارگاہِ رب العزت میں فریاد کر رہی ہے کہ مسلمانوں نے قرآن مجید کو پس پشت پھینک دیا ہے اور انہوں نے اس چشمۂ آبِ حیات سے روگردانی اختیار کر لی ہے۔ خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا:

اِنَّ اللّٰہَ یرفع بھٰذا الکتاب اقواماً و یضع بہٖ آخرین۔

کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعہ سے بہت سی قوموں کو عزت و رفعت عطا کرے گا اور بہت سی قوموں کو قرآن کے باعث ذلت نصیب ہوگی۔

آج مسلمانوں کی دنیا قرآنی آفتاب کے بغیر ظلمتکدہ بن رہی ہے۔ ان کا مستقبل تیرہ و تاریک ہو رہا ہے۔ وہ دنیا کی قوموں کے درمیان ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ روز بروز ان پر نکبت و ادبار کی گھٹائیں چھا رہی ہیں۔ ان تمام مصائب کا علاج اور ان تمام بیماریوں کا مداوا صرف یہ ہے کہ مسلمان قرآن مجید کو اپنائیں، خدا کی اس پاک کتاب کو وہ مقام دیں جس کی یہ مستحق ہے۔ اسے پڑھیں، اسے پڑھائیں، اور اس کی مقدس تعلیم سے اپنے سینوں کو منور کریں اور اس کی ہدایات کی پابندی کر کے اپنے اخلاق اور کردار کو درست کریں۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی روشنی میں مسلمانوں کی ابتر حالت کا صرف یہی ایک علاج ہے نیز دوسری سسکتی دنیا کی زندگی بھی اسی زندگی بخش جام سے ابستہ ہے۔

اِن حالات میں اُن لوگوں کا فرض اتنا اہم اور نازک ہوجاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اس امانت کے حامل ہیں جنہیں خداوند تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی ہے کہ وہ قرآن مجید پر ایمان لائے اور انہیں اس کی معرفت حاصل ہوئی۔ وہ خود اس پاک کتاب کے ذریعہ سے زندہ ہوگئے۔ اب انکا فرض ہے کہ انسانوں کے ہر ہر فرد تک اِس آبِ حیات کو پہنچائیں اور اپنے مقدور کے مطابق تڑپتی روحوں کے لئے تسکین کا سامان فراہم کریں اور اِس راہ میں مال، وطن اور جان کی قربانی کو سعادت یقین کریں۔

الٰہی نوشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے اِس آخری دور میں یہ خوش بختی سرزمین ہند و پاکستان کے حصہ میں آنے والی تھی اور اسی خطۂ ارض کے لئے مقدر تھا کہ وہ قرآنی نوروں کا مرکز بن کر دُنیا کو منور کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس زمانہ کے مامور کو سرزمین ہند میں مبعوث فرمایا اور اس نے آج سے نصف صدی قبل اعلان فرمایا ؎

پھر دوبارہ ہے اُتارا تُونے آدم کو یہاں
تا وہ نخلِ راستی اِس مُلک میں لاوے ثمار

جب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام عیسائی پادریوں اور آریہ پنڈتوں کے حملوں کے دفاع کے لئے سینہ سپر ہوئے اور آپؑ نے قرآن مجید کو **زندہ کتاب** اور حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو **زندہ نبی** ثابت کردیا تو یہ بات مذہبی دُنیا میں **ایک نئی حقیقت** کا اضافہ تھی پھر جب آپؑ نے یہ **انکشاف** فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے تمام دُنیا میں قرآنی نوروں کو پھیلائے گا اور اس پسماندہ مُلک ہند کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کیلئے مرکز بنایا جائے گا تو مذہب کے بزعم خود اجارہ دار علماء اور مشائخ بہت برہم ہوئے اور چاروں طرف سے "ناممکن" "ناممکن" کی آوازیں بلند ہوئیں بلکہ استہزاء و استخفاف کے ساتھ ساتھ مخالفت کا شدید طوفان اُٹھا۔ مگر خدا کا برگزیدہ ان تلاطم خیز موجوں کے درمیان **مضبوط چٹان** کی طرح کھڑا رہا۔ آپؑ نے روایات پرستی کے نصف صدی قبل کے زمانہ میں اعلان فرمایا کہ :-

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ **قرآن کو عزت** دیں گے وہ **آسمان** پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو **مقدم** رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر **قرآن**۔ اور تمام آدمزادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر **محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم** سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

یہ وہ **بنیادی پتھر** ہے جس پر تحریکِ احمدیت کی عمارت استوار ہوئی ہے اور یہی وہ **نصب العین** ہے جس کو حاصل کرنا ہر احمدی کا **اوّلین فرض** ہے۔

عرصۂ دراز تک لوگ کہتے رہے کہ احمدی تحریک کا مرکز عجم میں ہونا بجائے خود اس کے ناراست ہونے کی دلیل ہے چہ جائیکہ یہ ملک اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا مرکز بن سکے۔ مگر آج اِس حقیقت کے آثار اتنے نمایاں ہوچکے ہیں کہ رسالہ طلوعِ اسلام (کراچی) کو بھی لکھنا پڑا کہ :-

"ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ **مجھے ہندوستان کی طرف سے ٹھنڈی ہَوا آرہی ہے**۔ سند کے اعتبار سے

اس روایت کا پایہ کچھ ہی ہو لیکن واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے فکری سرچشمہ ہونے کی سعادت اس خطہ کے حصہ میں نظر آتی ہے جسے اب پاکستان اور ہندوستان کہتے ہیں۔ عالمِ اسلامی میں یہ آواز سب سے پہلے اسی خطہ سے اُٹھی کہ مسلمانوں کی زندگی کا فکری اور اجتماعی مرکز قرآن ہی ہو سکتا ہے۔ یہی وہ آواز تھی جسے اقبال نے اپنی شعلہ نوائی سے اطراف و اکنافِ عالم تک پہنچانے کی کوشش کی اور پھر اس تصور کی بنیادوں پر مسلمانوں کے لئے ایک جداگانہ مملکت کے قیام کی تجویز پیش کی۔ اس تصور کے مطابق پاکستان کا وجود عمل میں آیا اور اب اسی سرزمین سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے کہ اس مملکتِ نَو کے آئین کی عمارت قرآن کی بُنیادوں پر اُستوار ہونی چاہیئے۔"

(طلوعِ اسلام اپریل ۱۹۵۵ء)

ہمیں اقبال کی "شعلہ نوائی" سے اختلاف نہیں۔ آج پاکستان میں بلند ہونے والی آوازوں سے بھی کوئی مخاصمت نہیں مگر کیا یہ صریح بے انصافی نہیں کہ پاکستان و ہندوستان کے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے مرکز بننے اور قرآن مجید کے اس نشأۃ ثانیہ کے لئے محور بننے کے بارے میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کے ابتدائی اور جلیل الشان الہامی اعلان کو نظر انداز کر دیا جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ سوچنے والوں کے لئے یہی امر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی عظمت اور اُن کی بزرگی جاننے کے لئے کافی ہے۔ ؎

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

اب جبکہ یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ یہی ملک اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا مرکز ہے اور یہ نشأۃ ثانیہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کے بیان کے مطابق قرآن پاک کی تعلیمات کے ذریعہ سے ہی معرضِ ظہور میں آئیگی تو قابلِ غور امر یہ ہے کہ اشاعت قرآن کریم کے سلسلہ میں ہم کہاں تک اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ قرآن مجید کے محض ترجمے شائع کر لینے سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ مسلمان خود قرآن مجید سے قلبی لگاؤ پیدا کریں، اسے اپنائیں، اس کی تعلیم سے روشناس ہوں۔ اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں اور قرآنی ہدایات ان کی رگ رگ میں سرایت کر جائیں۔ یہاں تک کہ مسلم معاشرہ غیر مسلموں کے لئے قرآن مجید کی مُنہ بولتی دعوت ہو جائے اور دُنیا ایک دفعہ پھر رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ کا نظارہ دیکھ لے۔ یہ عظیم الشان رُوحانی انقلاب صرف ماموروں کے ذریعہ سے پیدا ہوا کرتا ہے۔ اور اس کے بعد آسمانی کتاب کی اشاعت اکنافِ عالم میں ہو جاتی ہے۔

اے مسلم بھائیو! قرآن مجید کو اس کا مقام دو تا آسمان کا خدا تمہیں عزت و بزرگی عطا کرے۔ تم قرآن مجید کے نوروں سے اپنے قلوب کو منور کرو اور خدائی انوار سے بہرہ ور بنو۔ یہی زندگی حقیقی زندگی ہے اور اسی کا حاصل کرنا ہمارا مطلوب ہے۔ الفرقان کا واحد نصب العین اسی مقصود و مطلوب کی طرف توجہ دلانا ہے وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

الفرقان کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر

آپ بھی

قرآنی علوم کی اشاعت میں ہمارا ہاتھ بٹائیے!

ترجمہ قرآن کریم

البیان

{احباب کا تقاضا ہے کہ رسالہ الفرقان میں قرآن کریم کا سلیس ترجمہ بھی شائع ہوا کرے۔ اس اشاعت سے قرآن کریم کے ایک مکمل کا خالص ترجمہ بھی البیان کے زیر عنوان ہر نمبر میں شائع ہوتا رہے گا' انشاء اللہ ——— (ادارہ)}

وھی تسع آیات	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ

(پڑھتا ہوں) اللہ کے نام سے جو رحمٰن رحیم ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ

سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو رب ہے تمام جہانوں کا رحمٰن ہے رحیم ہے مالک ہے جزا سزا کے

الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

وقت کا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ہمیں سیدھی راہ

الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۥ غَيْرِ

پر چلا ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعامات کئے سوائے

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

ان کے جن پر غضب نازل کیا گیا اور سوائے گمراہوں کے

وھی مائتان و ست و ثمانون آیۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ

(پڑھتا ہوں) اللہ کے نام سے جو رحمٰن رحیم ہے۔

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

میں اللہ خوب جاننے والا ہوں یہی ایک کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت کرنے والی ہے متقیوں کو

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا

جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور اس سے جو

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

ہم نے دیا ان کو خرچ کرتے ہیں اور جو کہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو تجھ پر اتارا

اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

گیا اور اس پر جو تجھ سے پہلے اتارا گیا اور الآخرۃ پر یقین رکھتے ہیں

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

یہ لوگ اس ہدایت پر ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ہے اور یہی لوگ

الْمُفْلِحُونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ

کامیاب ہونے والے ہیں یقیناً جو لوگ کافر ہوئے درآنحالیکہ

أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ خَتَمَ

تیرا اُن کو ڈرانا اور نہ ڈرانا یکساں ہے ایمان نہیں لائیں گے اللہ نے

اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ

اُن کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ہے اور اُن کی آنکھوں پر

غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

پردہ ہے اور اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

رسالہ طلوع اسلام نے کوئی جواب نہیں دیا!

بہت سے احباب جاننا چاہتے ہیں کہ طلوع اسلام کے پانچ استفسارات کے جو جوابات رسالہ الفرقان نے اپنے "قرآن نمبر" (دسمبر [illegible]) میں دیئے تھے اور ہر جواب میں متعدد آیات قرآنیہ سے استدلال کیا تھا۔ کیا ان جوابات کی تصدیق یا تردید میں طلوع اسلام نے کچھ لکھا ہے؟ ایسے احباب کی اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے کہ ان آیات قرآنیہ کے واضح استدلال کی تصدیق کرنا طلوع اسلام کے لئے سخت مشکل ہے اور اس کی تردید کرنا اس سے بھی مشکل تر۔ اسلئے ماہ مئی [illegible] کے رسالہ تک طلوع اسلام پر خاموشی طاری ہے۔ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا۔

ہم اپنے احباب سے یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ ہمیں طلوع اسلام سے جواب کا زیادہ منتظر نہیں رہنا چاہیئے۔ بسا اوقات علم کا غرور بھی انسان کو حق کے پہچاننے اور اسکے ماننے سے محروم رکھتا ہے اور یہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ طلوع اسلام نے کس غرورانہ انداز میں اپنے استفسارات پیش کئے تھے۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے کچھ بعید نہیں۔ دلوں کا مالک ہے جسے چاہے اور جب چاہے ہدایت دے سکتا ہے۔ بہرحال ہمارا فرض ہے کہ ہر متلاشی حق تک قرآنی صداقتوں کو پہنچائیں۔ انشاء اللہ [illegible] آمین۔

تبصرہ

آزاد نوجوان کا "سلطان القلم نمبر"

مدراس (جنوبی ہند) سے احمدی نوجوانوں کا ایک اخبار آزاد نوجوان شائع ہوتا ہے۔ یہ اخبار شروع سے ہی آزاد پالیسی پر کاربند ہے۔

اب یہ اخبار واضح طور پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مسلک کی اقتدا کر رہا ہے۔ نہایت خوشی اور مسرت کا مقام ہے کہ چند نوجوان ایک عمدہ اور مخلص اخبار جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جزاھم اللہ خیراً۔

اس اخبار کا سلطان القلم نمبر حال ہی میں شائع ہوا ہے جو ظاہری اور باطنی خوبیوں سے آراستہ ہے اور دل بے ساختہ طور پر اس کے فاضل ایڈیٹر جناب محمد کریم اللہ صاحب کی محنت اور ہمت کی داد دیتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آزاد نوجوان کو اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کی وسیع پیمانہ پر توفیق بخشے۔ آمین *

تعلیم اللغۃ العربیۃ

عربی زبان کے متعلق آسان اسباق

پندرھواں سبق

۵	۴	۳	۲	۱
اِطْعَامٌ	اِسْرَافٌ	اِعْلَامٌ	اِفْلَاسٌ	اِکْرَامٌ
کھانا کھلانا	حد سے تجاوز کرنا	بات بتلانا	عزت ہوجانا	عزت کرنا
۱۰	۹	۸	۷	۶
اِسْفَارٌ	اِکْرَاہٌ	اِسْلَامٌ	اِصْلَاحٌ	اِجْلَاسٌ
روشن ہونا	جبر کرنا	سپرد کرنا	درست کرنا	بٹھانا
۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱
اِسْرَاعٌ	اِخْبَارٌ	اِحْکَامٌ	اِسْرَاءٌ	اِطْرَاءٌ
جلدی کرنا	خبر دینا	مضبوط کرنا	رات کو سفر کرنا	حد سے زیادہ تعریف کرنا
۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶
اِدْنَاءٌ	اِحْیَاءٌ	اِنْعَامٌ	اِبْصَارٌ	اِدْرَاکٌ
قریب کرنا	زندہ کرنا	نعمت دینا	صاحبِ بصیرت ہونا	جاننا

بابِ اِفْعَال

مندرجہ بالا تمام مصدر بابِ اِفعال کے ہیں جیسا کہ معنوں سے ظاہر ہے کہ یہ باب اکثر متعدی ہوتا ہے یعنی مفعول بہ کو چاہتا ہے۔ مگر کبھی کبھی لازم بھی ہوتا ہے۔ باب کے معنے دروازے کے ہیں اصطلاحاً فعل کے ماضی اور مضارع کو ملا کر بولنا باب کہلاتا ہے جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ ایک باب ہے فَتَحَ یَفْتَحُ دوسرا باب ہے اور اَکْرَمَ یُکْرِمُ علیحدہ باب ہے۔ باب کا نام غیر ثلاثی افعال میں مصدر کے نام پر رکھا جاتا ہے۔ چونکہ اَفْعَلَ یُفْعِلُ کا مصدر اِفْعَالٌ ہے اسلئے اِس وزن پر آنے والے سب فعل بابِ اِفعال کہلائیں گے۔

عربی فقرات

(۱) اِکْرَامُ الضَّیْفِ وَاجِبٌ۔ مہمان کی عزت کرنا ضروری ہے (۲) زَیْدٌ رَجُلٌ مُفْلِسٌ۔ زید غریب آدمی ہے (۳) اَعْلَمْتُ بَکْرًا سِنِّیْ۔ مَیں نے بکر کو اپنی عمر بتائی۔ (۴) لَا تَکُنْ رَجُلًا مُسْرِفًا۔ فضول خرچ آدمی نہ بن۔ (۵) اِطْعَامُ الْمَسَاکِیْنِ صَدَقَۃٌ۔ مسکین کو کھانا کھلانا بڑی نیکی ہے۔ (۶) اَجْلَسَنِیْ عِنْدَہٗ۔ اُس نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا۔ (۷) رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اے میرے رب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی اصلاح فرما۔ (۸) اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ۔ مَیں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا ہے (۹) لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ دین کے بارے میں کوئی جبر جائز نہیں (۱۰) اَسْفَرَ الصُّبْحُ۔ صبح روشن ہوگئی۔ (۱۱) لَا تُطْرُوْنِیْ۔ میری حد سے زیادہ تعریف نہ کرو (۱۲) سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گئی۔ (۱۳) اَحْکَمْتُ الْبِنَاءَ۔ مَیں نے مکان کو مضبوط بنایا (۱۴) اَخْبَرَ الرَّسُوْلُ النَّاسَ۔ پیغمبر نے لوگوں کو خبر دی۔ (۱۵) اَسْرِعْ فِی السَّیْرِ۔ جلدی جلدی چلو۔ (۱۶) اَلْاِدْرَاکُ ھُوَ الْعِلْمُ۔ ادراک جاننے کا نام ہے۔ (۱۷) مَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِہٖ۔ جو صاحبِ بصیرت بنے اس کا فائدہ اُسی کے لئے ہے۔ (۱۸) اَنْعَمْتَ عَلَیْہِ۔ تو نے اُس پر انعام کیا۔ (۱۹) اَحْیَی اللّٰہُ الْبِلَادَ۔ اللہ تعالیٰ نے شہروں کو زندہ کر دیا۔ (۲۰) اَدْنَیْتُہٗ اِلَیَّ۔ مَیں نے اسے اپنے قریب کیا۔

ترجمہ کریں

(۱) اللہ نے مجھے خبر دی ہے (۲) مَیں صاحبِ بصیرت بن گیا۔ (۳) مَیں نے لوگوں کو اچھی طرح جان لیا۔ (۴) ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا (۵) جلدی مت چلو (۶) مَیں رات کو مسجد کی طرف گیا (۷) اپنے ماں باپ کی عزت و اکرام کر۔ (۸) تو نے ہمیں اس کام پر مجبور کیا ہے (۹) رمضان میں مسکینوں کو کھانا کھلاؤ (۱۰) جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کردے وہ نیک انسان ہے۔

مندرجہ ذیل الفاظ کو فقرات میں استعمال کریں:-

(۱) اِطْرَاءٌ (۲) اِسْفَارٌ (۳) اِطْلَاعٌ (۴) اِتْمَامٌ (۵) اِکْمَالٌ (۶) اِعْجَالٌ (۷) اِبْرَاءٌ (۸) اِنْشَاءٌ (۹) اِبْرَازٌ (۱۰) اِرْشَادٌ ✦

ایک پادری صاحب کے تین سوال اور انکے جواب

ہستی باری تعالےٰ، الہام اور نبوت کے بارے میں قرآنی حقائق

جناب پادری ڈبلیو بارک صاحب راولپنڈی سے لکھتے ہیں :-

"(۱) شخصیت ذاتِ حق کا قرآنی تصور

(۲) سچے الہام الٰہی کی پہچان۔

(۳) سچے نبی کی پہچان کے معیار

کے متعلق صرف آیاتِ قرآنی مع ترجمہ و مختصر تفسیر تحریر فرمادیں"

ذاتِ حق کے متعلق قرآنی تصور

قرآن مجید نے اللہ تعالےٰ کی ذات اور اسکی صفات کے بارے میں ایک جامع تصور پیش فرمایا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ خدائے لامحدود کو محدود انسان تصور نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کی صفات کی کُنہ تک پہنچ سکتا ہے۔ از روئے حقیقت اللہ تعالیٰ انسانی تصور سے بالا ہے لیکن انسان اپنے ظرف اور ادراک کے مطابق اللہ تعالیٰ کے بتانے سے اس بارے میں ایک تصور قائم کرسکتا ہے۔ یوں تو قرآن مجید کی ساری آیات ہی اللہ تعالیٰ کی طاقتوں اور قدرتوں کا بیان ہیں اور ان میں ذاتِ حق کا تصور پیش کیا گیا ہے لیکن ہم پادری صاحب کے جواب میں مندرجہ ذیل دس آیات پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

(۱) بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُونُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝

(سورۃ انعام آیت ۱۰۱-۱۰۳)

ترجمہ - اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنیوالا ہے۔ اس کا بیٹا کس طرح تصور کیا جاسکتا ہے جبکہ اس کی ہم جنس کوئی مادہ نہیں ہے۔ اللہ نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اور وہ تمام چیزوں کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔ یہ اللہ تمہارا رب ہے وہی اکیلا کائنات پر تصرف کرنیوالا ہے کیونکہ وہ تمام چیزوں کا خالق ہے پس تم اسکی عبادت کرو اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب اور کارساز ہے۔ حواس اور انسانی عقلیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں اور نہ ہی پورے طور پر اسے جان سکتی ہیں۔ ہاں وہ حواس اور عقول کا ادراک کرتا ہے اور خود اپنے وجود کو شناخت کراتا ہے کیونکہ وہ نہایت لطیف ہے اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔

تشریح - اس جگہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور وحدانیت کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے معبود برحق ہونے کی دلیل دی گئی ہے۔ اسے انسانی عقل و ادراک سے بالا قرار دیکر اس کے تصور کو الہام الٰہی کے وابستہ ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لطیف اور خبیر ہونے کی وجہ سے اس رابطہ کو قائم کیا گیا ہے۔

(۲) فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ لَهٗ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (الشوریٰ : ۱۱-۱۲)

ترجمہ - اللہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے اس نے تمہاری جنس سے تمہارے جوڑے بنائے ہیں اور حیوانات کے بھی جوڑے بنائے ہیں اور اسی طریق سے وہ تمہیں پھیلاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی مانند اور کوئی چیز نہیں ہے وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ اسی کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی چابیاں ہیں جس کے لئے چاہتا ہے رزق کھولتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے وہ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

تشریح - اس جگہ اللہ تعالیٰ کو آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ٹھہرایا ہے نیز یہ کہ ہر لحظہ اس کے تصرف کا کائنات میں اظہار ہو رہا ہے لیکن یہ وضاحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی دوسری چیز کی مانند نہ سمجھو کسی چیز پر اس کو قیاس نہ کرو۔ کوئی چیز اس کی مانند نہیں ہے۔ لیس کمثلہ شیء۔

(۳) اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۝ (سورۃ الفرقان : ۳)

ترجمہ - آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہی ہے اس نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا اور کوئی اور وجود اس کی بادشاہت میں اس کا شریک نہیں ہے وہ تمام کائنات کا اکیلا خالق ہے اسی لئے اس نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔

تشریح - اس آیت میں کائنات کی ہر جزئی کے محدود ہونے کو خالق کل کی لامحدودیت اور وحدانیت کی دلیل کے طور پر بیان کیا ہے جس سے شرک اور ابنیت کی خود بخود نفی ہو جاتی ہے۔

(۴) مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ ۝ (الحج : ۷۴-۷۵)

ترجمہ - ان مشرک لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت غلط اندازے لگائے ہیں اللہ تعالیٰ یقیناً تمام طاقتوں کا مالک ہے اور وہ تمام وجودوں پر غالب ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں کو اپنا پیغامبر بنا کر بھیجتا رہتا ہے کیونکہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

تشریح - اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور اس کے غلبہ کے ثبوت میں توحید کو پیش کیا ہے اور اس کے سمیع و بصیر ہونے پر سلسلۂ انبیاء و مرسلین کو دلیل ٹھہرایا ہے کیونکہ کوئی باغبان اپنی زندگی میں اپنے باغ سے غافل نہیں رہ سکتا لیکن خدائے حیّ و قیوم انسانوں کی حالتوں کو دیکھنے اور ان کی دعاؤں کو سننے کے باوجود انہیں ضلالت و گمراہی میں کیونکر چھوڑ سکتا ہے اور کیونکر سلسلۂ رسالت کو یکسر بند کر سکتا ہے۔

(۵) ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝ (الحج : ۶۲)

ترجمہ - یقیناً اللہ تعالیٰ ہی ذات برحق ہے اور تمام وہ ہستیاں جن کو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں فنا پذیر ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی بلند و برتر ہے۔

تشریح - اس آیت میں تمام حوادث روزگار کو اللہ تعالیٰ کی وحدت اور تمام معبودان باطلہ کے بطلان پر دلیل ٹھہرایا ہے کیونکہ سلسلۂ علت و معلول آخرکار ایک واحد و یگانہ برحق خدا کے وجود پر ختم ہوتا ہے۔

(۶) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ (بقرہ ۲۵۵)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا وجود ہے۔ نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ وہ سوتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں اسی کے قبضہ میں ہیں اسکے اذن کے بغیر کون اس کی بارگاہ میں سفارش کر سکتا ہے۔ اسے لوگوں کی تمام اگلی اور پچھلی باتوں کا علم ہے اور وہ اس کے علم میں سے اتنا ہی معلوم کر سکتے ہیں جتنا وہ خود بتانا چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے انکی حفاظت کرنا اس پر دوبھر نہیں کیونکہ وہ بزرگ و برتر خدا ہے۔

تشریح۔ اس آیت میں توحید کو عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں اسلامی تصور پیش کیا گیا ہے۔

(۷) وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (روم ۲۷)

ترجمہ۔ اللہ ہی ہے جس نے تخلیق کی ابتداء فرمائی اور وہی اس کا اعادہ کرتا ہے اور یہ اس پر مشکل نہیں۔ آسمانوں اور زمین میں اعلیٰ حالت اسی کو حاصل ہے وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

تشریح۔ مخلوقات کو معرض وجود میں لانیوالا خدا ہے ہر ذرہ اس کے حکم کُن سے پیدا ہوا ہے اور اس کے عزیز و حکیم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ سلسلۂ کائنات جاری و ساری ہے۔

(۸) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (القصص: ۸۸)

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کسی اور کو معبود مت پکارو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سوائے اس کی ذات کے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ سب کارخانہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

تشریح۔ اس آیت میں تمام موجودات کو فانی اور ہلاک ہونے والے قرار دیکر ذات برحق کے لیے وحدانیت اور حکم کو ثابت کیا گیا ہے اور انسانوں کو اسی کی محبت میں گم رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

(۹) فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ (المؤمنون ۱۱۶)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ جو بادشاہ اور برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو عزت والے عرش اور حکومت کا مالک ہے وہ تمام بیانوں اور خیالوں سے بلند و بالا ہے۔

تشریح۔ اس آیت میں ذات برحق کی تنزیہی اور تشبیہی صفات کے ذکر کے ساتھ اسے انسانی تصورات سے بہرحال بالا ہونے والا وجود قرار دیا ہے۔

(۱۰) اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (الزمر: ۶۲-۶۳)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز کا نگران اور کارساز ہے۔ آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں اسی کے قبضہ میں ہیں۔ جو لوگ آیات اللہ کا انکار کرتے ہیں وہ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

تشریح - اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور کارسازی کو بیان کر کے اس کے احکام کی تعمیل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

صفات باری تعالیٰ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے متعلق قرآنی تصور کی ایک جھلک مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام قدرتوں کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ اسکے علم کلی کو بیان کیا گیا ہے۔ اسکے قبضہ اور مالکیت کی تصریح کی گئی ہے اسکی وحدانیت اور معبودیت کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک اَور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (طٰہٰ: ۹) کہ خدا ہی معبود برحق ہے اس کے لئے تمام صفات حسنہ ثابت ہیں"

قرآن مجید میں صفات الٰہیہ کا بکثرت ذکر موجود ہے ذات حق کے تصور کے لئے ان صفات کا جاننا ضروری ہے وہ صفات جو قرآن مجید میں مذکور ہیں مع ترجمہ ذیل میں درج ہیں:۔

رب العالمین الرحمٰن الرحیم
تمام جہانوں کی ربوبیت کرنیوالا - بے انتہا کرم کرنیوالا - بار بار رحم کرنیوالا

الکریم الحق البر
بہت مہربانی کرنیوالا - محبت سے سلوک کرنیوالا - احسان کرنے والا۔

العفو الغفور غافر الذنب
بخشنے والا - مغفرت کرنیوالا گناہ بخشنے والا۔

الودود مالک یوم الدین الحی
بہت ہی پیار کرنیوالا جزا کے وقت کا مالک زندہ رہنے والا

القیوم العلی العظیم الخالق
قائم رہنے والا برتر ہستی عظمت والا پیدا کرنے والا

البارئ المصور الرؤف
موجودوں کو بنانیوالا شکلیں دینے والا بہت نرمی کرنے والا

شدید العقاب قابل التوبة السمیع العلیم
سخت گرفت کرنیوالا توبہ قبول کرنیوالا سننے والا جاننے والا

البصیر المجیب القریب العزیز
دیکھنے والا دعائیں قبول کرنیوالا نزدیک غالب

الحکیم الواحد القدیر الخبیر
حکمت والا یگانہ قدرتوں والا خبر رکھنے والا

الرقیب المستعان الشاکر شدید العذاب
نگرانی کرنیوالا جس سے مدد مانگی جائے قدردانی کرنیوالا سخت سزا دینے والا

النصیر التواب الواسع المحیط
مدد کرنیوالا رجوع برحمت کرنیوالا وسعت دینے والا تمام چیزوں کا احاطہ کرنیوالا

الحسیب الکبیر البدیع الوھاب
نگران بڑائی والا ابتداءً پیدا کرنیوالا بہت عطیہ کرنے والا

الرزاق المتین الغنی ذوانتقام
رزق دینے والا طاقتوں کا مالک بے نیاز سزا دینے والا

سریع الحساب الحمید ذوالجلال والاکرام
جلد حساب کرنیوالا تمام محامد کا مستحق جلال اور عزت والا

الاول الآخر المقیت القادر
سب سے پہلے موجود سب کے بعد موجود تمام چیزوں کی اپنا نگرانی کرنیوالا طاقتوں والا

الوکیل المحی الممیت الصمد
کارساز زندگی بخشنے والا مارنے والا سب کا مرجع

الظاہر الباطن لم یلد ولم یولد الولی
سب سے نمایاں سب سے مخفی نہ کوئی اسکا بیٹا ہو نہ وہ کسی کا بیٹا ہو نیکوں کا دوست

القوی المجید ذوالعرش الشھید
قوتوں کا مالک بزرگی والا بادشاہت والا ہر چیز پر گواہ

المھیمن الملک القدوس السلام
کامل تسلط رکھنے والا بادشاہ پاکیزگی کا سرچشمہ فنا سے پاک

المؤمن القاہر فعال لما یرید الاعلیٰ
امن دینے والا غلبہ رکھنے والا اپنے ارادہ کے مطابق کرنیوالا سب سے برتر

الجبار المتکبر عالم الغیب والشھادة
تمام نقصانوں کی تلافی کرنیوالا تمام کبریائی کا مالک حاضر اور غیب کو جاننے والا

الاکرم الالٰہ الشکور الحلیم
سب سے زیادہ کرم کرنیوالا معبود برحق بہت زیادہ قدر کرنیوالا بردبار

احکم الحاکمین - تمام حاکموں پر حاکم - ذوالمعارج - تمام بلندیوں کا مالک

خیر الماکرین	الاکبر	فالق الحب والنوی	
بہتر تدبیر کرنے والا	سب سے بڑا	دانے اور گٹھلیاں پیدا کرنیوالا	
الحفیظ	مالک الملک	الموسع	
حفاظت کرنیوالا	بادشاہتوں کا مالک	وسعتیں پیدا کرنے والا	
المجیر	ذوالفضل	سمیع الدعاء	اللطیف
پناہ دینے والا	بہت فضل والا	دعائیں سننے والا	لطافتوں کا مالک

اِن مختصر اسماء الٰہیہ سے تصور کیا جا سکتا ہے کہ اسلام جس ذاتِ برحق کو پیش کرتا ہے قرآن مجید نے اسے کن صفات سے متصف قرار دیا ہے۔ چونکہ پادری صاحب نے اصولی جواب ہی طلب کیا ہے اس لئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ورنہ قرآن مجید نے اِن تمام صفات کے ظہور کے بارے میں بھی نہایت لطیف بحث فرمائی ہے۔

سچے الہام کی پہچان

پادری صاحب کا دوسرا سوال یہ ہے کہ از روئے قرآن مجید سچے الہام کی کیا پہچان ہے؟ سو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (یونس: ۶۴-۶۳)

ترجمہ۔ جو لوگ مومن ہوتے ہیں وہ خدا ترسی سے کام لیتے ہیں ان کو اس زندگی میں بھی خوشخبری دینے والے الہامات ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ (سورہ حٰم سجدہ: ۳۱-۳۰)

ترجمہ۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتے اُترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم خوف و حزن نہ کرو اور جنتِ موعودہ کے بارے میں خوشخبری حاصل کرو۔ ہم اِس زندگی میں بھی تمہارے دوست اور مددگار ہیں اور آئندہ زندگی میں بھی تمہیں وہاں پر تمام وہ نعمتیں ملیں گی جو تمہارے دل چاہتے ہیں اور جو تم طلب کرو گے۔

تشریح۔ اِن آیات سے سچے الہام کی شناخت کے لئے مندرجہ ذیل گر ثابت ہوتے ہیں۔

اوّل :- سچا الہام پاک دل اور نیکوکار انسان پر نازل ہوتا ہے۔

دوم :- سچے الہام سے ملہم کو اطمینان اور یقین حاصل ہوتا ہے۔

سوم :- سچا الہام ضرور پورا ہوتا ہے۔ آئندہ کی خبریں ضرور پوری ہوتی ہیں۔

چہارم :- سچے الہام والے انسان کی تائید و نصرت فرشتے کرتے ہیں۔

سچے نبی کی پہچان کے معیار

پادری صاحب کا تیسرا سوال یہ ہے کہ سچے نبی کی پہچان کے معیار کیا ہیں؟ واضح رہے کہ قرآن مجید نے انبیاء کی شناخت کے لئے مندرجہ ذیل چند اصول مقرر فرمائے ہیں:-

(۱) قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوْتُہٗ عَلَیْکُمْ وَلَآ اَدْرٰکُمْ بِہٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

(یونس: ۱۷)

ترجمہ۔ اے رسول! تو کہدے کہ اگر اللہ کی مرضی نہ

ہوتی تو میں یہ کتاب تم پر نہ پڑھتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ تم کو اس سے آگاہ کرتا۔ میں نے تمہارے درمیان کافی عمر گذاری ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

معیار ۱۔ اس آیت سے یہ معیار ثابت ہے کہ مدعی نبوت کی پہلی زندگی اگر معروف طور پر پاکیزہ اور مطہر ہے تو عقلاً اس کا دعویٰ درست ماننا پڑے گا۔

(۲) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَادُ۔

(مومن ۵۱)

ترجمہ۔ ہم اپنے رسولوں اور اُن پر ایمان لانیوالوں کی ضرور نصرت کرتے ہیں۔ اس دُنیا میں بھی اور جب قیامت کے دن گواہ قائم ہوں گے۔

معیار ۲ سچے نبی کی خداوند تعالیٰ نصرت کرتا ہے۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

(۳) کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔ (المجادلہ ۲۲)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے اللہ تعالیٰ بہت قوت والا اور غالب ہے۔

معیار ۳ سچے نبی کی یہ علامت ہے کہ اسے اپنے مخالفوں پر دلائل کے رُو سے کامل غلبہ ملتا ہے اور آخر کار قبولیت اور تعداد کے لحاظ سے بھی وہ غالب آتا ہے۔

(۴) عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ رَصَدًا لِیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّہِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْہِمْ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا۔ (الجن ۲۷ تا ۲۸)

ترجمہ۔ خدا غیب کو جاننے والا ہے۔ وہ اپنے غیب پر کثرت سے صرف اُن کو ہی اطلاع دیتا ہے جو اسکے برگزیدہ رسول ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سچے مرسلوں کے آگے پیچھے پہرہ رکھتا ہے تا یہ ظاہر ہو جائے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا احاطہ کیا ہوا ہے اور اس نے ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے۔

معیار ۴ و ۵ ان آیات سے سچے نبی کی شناخت کیلئے دو معیار ثابت ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ سچے نبی پر کثرت سے پیشگوئیوں کا اظہار ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ابلاغ رسالت تک بہرحال اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

(۵) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ۔ لَاَخَذْنَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْہُ الْوَتِیْنَ۔ فَمَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْہُ حٰجِزِیْنَ۔

(الحاقہ ۴۴ تا ۴۷)

ترجمہ۔ اگر اس مدعی رسالت نے ہم پر کوئی جھوٹی بات کہی ہوتی تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اسکی شہ رگ کاٹ دیتے اور تم میں سے کوئی اس کو بچا نہ سکتا۔

معیار ۶ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتری ہلاک ہوتا ہے اور ناکام و نامراد رہتا ہے اور اسکے سلسلہ کو فروغ نہیں ہوتا۔

خاتمہ ہم فی الحال اسی قدر معیاروں پر اکتفا کرتے ہیں۔ اُمید ہے کہ پادری صاحب اور ان کے ساتھی ان پر غور کریں گے۔ یقیناً تحقیق کا جذبہ قابلِ تعریف ہے۔ ہم نے تمام جوابات کا انحصار پادری صاحب کی خواہش کے مطابق صرف قرآنی آیات پر رکھا ہے۔ اگر پادری صاحب چاہیں تو ہم بائیبل کے رُو سے بھی اس کی تائید پیش کر سکتے ہیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۔

قرآن کریم کا نزول اُس کا جمع ہونا اور اُسکی ترتیب

جناب مولوی غلام احمد صاحب فاضل لیکچرار دینیات تعلیم الاسلام کالج لاہور

(۲)

(۲) "Slight Clerical errors there may have been but the Quran of ousman Contains now but genecine elements though sometimis in a very Strange order. Efforts of European scholars to prove the euistence of later inlipolaitions in the Quran have failed."

یعنی ممکن ہے کہ تحریر کی کوئی معمولی غلطیاں رہ (بلحاظ کتابت) ہوں تو ہوں لیکن جو قرآن عثمان نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا وہ وہی ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیش کیا تھا۔ گو اس کی ترتیب بہت ہی عجیب ہے۔ یورپین علماء کی یہ کوشش کہ وہ قرآن میں بعد کے زمانہ کی کوئی تبدیلی ثابت کریں بالکل ناکام ثابت ہوئی ہے۔" (انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا زیر لفظ قرآن)

پس قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کی یہ کتنی بڑی دلیل و شہادت بلکہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ قرآن کریم آن پڑھ لوگوں میں ابتداءً آتا ہے اور پھر ہر طرح سے محفوظ رہتا ہے مگر تورات و انجیل خود عالم اور پڑھے لکھے معتقدین کے ہاتھوں ہی غیر محفوظ ہو جاتی ہیں۔

آج بھی ایک عیسائی متعصب مصنف لکھتا ہے اور بڑی حسرت کا اظہار کرتا ہے کہ:۔

"To Compare their pure texts with the various readings of our scriptures to Compare things between which there is no anology."

یعنی اُن (مسلمانوں) کی تبدیلی سے پاک کتاب کا ہماری مختلف البیان کتابوں سے مقابلہ کرنا دو ایسی چیزوں کا مقابلہ کرنا ہوگا جن میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔"

علاوہ ازیں قرآن کریم کے اُس وقت یکجا جمع و ترتیب دیئے جانے کے جملہ واقعات و حالات اور حضرت ابوبکرؓ کے احکام اور زید بن ثابتؓ کی کوششوں کو مجموعی نظر سے دیکھا جائے تو کسی صورت میں معمولی کمی بیشی اور غلطی کا بھی امکان نہیں رہتا۔ مثلاً:۔

(الف) حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا اِس کام کو بہت اہم اور مشکل سمجھنا

اور کافی غور و فکر کے بعد (اور ان دونوں کی نیکی و تقویٰ و علوِّ شان کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں) کافی دعا و استخارہ کے بعد اس کام کے لئے قدم اٹھانا۔

(ب) حضرت زیدؓ کا اس کام کو عظیم الشان و اہم سمجھتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ فواللہ لو کلفونی نقل جبلٍ من الجبالِ ما کان اثقل علیَّ مما امرنی بہ من جمع القرآن (بخاری) یعنی قسم بخدا اگر وہ ابوبکرؓ و عمرؓ مجھے ایک پہاڑ کو ایک جگہ سے ہٹانے کی مشقت میں ڈالتے تو وہ مجھے گراں و بوجھل معلوم نہ ہوتی بنسبت اس امر کے جو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ تم قرآن کو (مختلف جگہوں سے) اکٹھا کرو۔

(ج) یہ صحابی وہ ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلئے لکھنا پڑھنا سیکھنے کا حکم دیا تھا کہ وہ لکھا کریں اور وہ مدینہ والی وحی بہ نسبت دوسروں کے زیادہ لکھا کرتے تھے اور حکماً لکھا کرتے تھے (وقت بوقت آنحضرتؐ ان کو بلا کر لکھواتے تھے۔ بخاری جمع القرآن میں سے باب کاتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

(د) حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زیدؓ کو حکم دیا کہ فاتبع القرآن (بخاری) "القرآن" کی تحقیق و تفتیش کرو، پوری طرح جانچ پڑتال اور دیکھ بھال کرو۔ (یہاں دیکھ بھال اور جانچ پڑتال لکھے ہوئے قرآنی نسخوں کی ہے ورنہ یاد تو ہزارہا صحابہ کرامؓ کو تھا۔ اس کی دیکھ بھال، جانچ پڑتال اور تحقیق و تفتیش کی ضرورت نہ تھی اور نہ یاد کے لحاظ سے جانچ پڑتال کی ضرورت تھی)۔

(ھ) حضرت زید بن ثابتؓ کا قول ہے کہ فتتبعت القرآن (بخاری) یعنی میں نے بھی اسی لکھے ہوئے قرآن کی خوب دیکھ بھال، تحقیق و تفتیش اور جانچ پڑتال کی (ان دونوں کے اقوال میں "القرآن" کا لفظ ہے جس سے دونوں جگہ لکھے ہوئے صحیفے ہی مراد ہو سکتے ہیں۔)

(و) وہ قرآن کن کن اشیاء پر لکھا ہوا موجود تھا اس کی تفصیل بھی بخاری میں موجود ہے:۔

(۱) باب جمع القرآن میں تو مِنَ العُسُبِ واللخاف آیا ہے یعنی کھجور کی چھیلی ہوئی چوڑی ٹہنیوں سے اور باریک پتلے پتلے چوڑے چوڑے پتھروں سے۔

(۲) دوسری جگہ سورۃ توبہ کی تفسیر میں آیا ہے مِنَ الرقاع والاکتاف (بخاری) یعنی ورقوں، چمڑے اور پتوں سے اور بڑے بڑے جانوروں کے شانہ کی چوڑی چوڑی ہڈیوں سے۔

(۳) "وصدور الرجال" (بخاری تفسیر سورۃ توبہ و جمع القرآن) یعنی لوگوں (حفاظِ قرآن[۱]) کے سینوں سے بھی۔

(۴) بخاری باب جمع القرآن کی شرح میں فتح الباری کے مصنف نے دو چیزوں کو زائد کیا ہے۔

(ز) اس تمام تر محنت و مشقت کے ساتھ حضرت زیدؓ نے یہ بات بھی فرمائی کہ ایک آیت سورۃ توبہ کے آخر کی مجھے لکھی ہوئی شرط کے مطابق ملنی مشکل ہوئی جو دوسروں کے پاس لکھی ہوئی صورت میں نہ ملی۔ البتہ خزیمہ الانصاریؓ کے پاس وہ لکھی ہوئی ملی جو یہ ہے۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ۔ الآیۃ۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت زیدؓ اپنی یاد یا ساتھیوں کی یاد کے علاوہ کسی نہ کسی صحابی کے پاس لکھا ہوا ثبوت بھی طلب کرتے تھے تب لکھتے تھے۔

حاصل کلام۔ یہ کہ ترتیب و جمع کرنے کے لحاظ سے علاوہ پتھروں، چمڑے، اوراق، کھجور کی چوڑی شاخوں، پتوں، جانوروں کی چوڑی ہڈیوں، مٹی کے پکے ہوئے برتنوں، کجاوے کی چوڑی لکڑی (فتح الباری) پر لکھی ہوئی تحریرات و ترتیب کے حفاظِ قرآن کی یادداشت و حافظہ کی چھان بین اور پڑتال کے

---

[۱] تمام قرآن کریم کو حفظ کرنے والوں میں سے چند مشہور صحابہ کرامؓ یہ ہیں:۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ (باقی حاشیہ ۱۶ پر)

کے بعد وہ صحیفہ مرتب ہوا جو حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہا، پھر حضرت عمرؓ کے پاس رہا، پھر حضرت حفصہؓ کے پاس رہا۔ (بخاری تفسیر سورۃ توبہ آخر و جمع القرآن) اور پھر حضرت عثمانؓ نے اس کی کئی نقول کروا کر تمام ممالک میں اس کو شائع کیا (بخاری جمع القرآن) جو سات تھیں (فتح الباری)۔ گویا پہلے صحیفہ پر حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت زیدؓ، حضرت ابی بن کعبؓ کی خاص شہادتوں کے علاوہ اُن ہزارہا نفوس کی شہادتیں بھی ثبت تھیں جن سے ترتیب کے بارے میں اُن کے اپنے تحریری صحیفے بھی دیکھے گئے۔ اور پھر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی وفات کے بعد اس پہلے صحیفہ کی نقول پر دوبارہ حضرت زیدؓ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، خالدؓ بن سعید و عبدالرحمٰنؓ بن حارث بن ہشام کی خاص شہادتوں کے علاوہ خود حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ اور اس وقت کے ہزاروں قدیم جاں نثار صحابہؓ کی بھی شہادتیں ثبت ہوئیں جنہوں نے اُن صحیفوں کو قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہوئی ترتیب کے مطابق ہی قرار دیکر اپنی اولاد اور اپنے ساتھ اسلام میں شامل ہونیوالوں کو قرآن کریم کی تعلیم دی۔ والحمد للّٰہ اوّلاً و آخراً ٭

بقیہ حاشیہ صـ

حضرت علیؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعدؓ حضرت سالمؓ بن معقل ابی حذیفہؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ ابوموسیٰ الاشعریؓ۔ عمروؓ بن عاصؓ۔ حذیفہؓ بن الیمان۔ عبداللہؓ بن سائب۔ عبداللہؓ بن عمرؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ تمیم داری۔ عقبہؓ بن عامرؓ۔ ابوہریرہؓ۔ انصار میں سے عبادہ بن صامتؓ۔ معاذؓ ابوحلیمہ۔ مجمع بن حارثہؓ۔ فضالہؓ بن عبید۔ زیدؓ بن ثابت۔ ابی بن کعب۔ ابوالدرداءؓ۔ معاذؓ بن جبل۔ سلمہؓ بن مخلد۔ سعدؓ بن عبادۃ۔ (عورتوں میں سے عائشہؓ۔ حفصہؓ۔ اُمّ سلمہؓ۔ اُمّ ورقہؓ) ابوزید قیسؓ بن سکن۔ ابوایوب انصاریؓ۔ قیسؓ بن صعصعہ ٭

روزہ کے بیس ۲۰ فوائد

(مولوی عبدالباسط صاحب مولوی فاضل متعلم جامعۃ المبشرین)

(۱) تقویٰ جیسی نعمتِ عظمیٰ حاصل ہوتی ہے۔
(۲) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنیکی توفیق ملتی ہے۔
(۳) امراضِ روحانی دُور ہوتی ہیں جیسے گرسنگی سے جسمانی امراض دُور ہوتے ہیں۔
(۴) مشقت برداشت کرنے کی عادت پڑتی ہے۔
(۵) عفت و پاکدامنی حاصل ہوتی ہے۔
(۶) اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔
(۷) تہجد ادا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔
(۸) نوافل پڑھنے کی توفیق ملتی ہے۔
(۹) علومِ قرآنی کا انکشاف ہوتا ہے۔
(۱۰) ترکِ اکل و شرب سے ملائکہ سے مشابہت پیدا ہوتی ہے۔
(۱۱) عقلِ انسانی کو نفسِ امارہ پر تسلط و غلبۂ تامہ ہوتا ہے۔
(۱۲) قوتِ ارادی بڑھتی ہے۔
(۱۳) تہجد و نوافل پر مداومت کی عادت پڑتی ہے۔
(۱۴) صبح سویرے اٹھنے سے طبیعت میں بشاشت پیدا ہوتی ہے۔
(۱۵) کھانا کھانے کے اوقات میں باقاعدگی سے صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔
(۱۶) غرباء کی تکالیف کا احساس پیدا ہو کر اُن سے ہمدردی ہوتی ہے۔
(۱۷) ترکِ لغویات کی توفیق ملتی ہے۔
(۱۸) قبولیتِ دُعا کے نظاروں سے زندہ ایمان حاصل ہوتا ہے۔
(۱۹) تعمیلِ ارشادِ الٰہی سے سرور و انبساط پیدا ہوتا ہے۔
(۲۰) جنت میں نمایاں اور خاص مقام حاصل ہوتا ہے ٭

تحقیق اُمّ الالسنہ

(یعنی)

عربی زبان کے تمام زبانوں کی ماں ہونے کا قطعی ثبوت

(۱۴)

(از قلم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائلپور)

اِن مضامین کے جملہ حقوق بحق رسالہ الفرقان محفوظ ہیں!

سنسکرت

اِس سلسلۂ مضامین میں اب ہمارا رُوئے سخن اکثر سنسکرت اور لاطینی کی طرف ہوگا جو قدیم ترزبانیں شمار کی جاتی ہیں۔ اور جو آرین زبانوں کی ماں ہیں۔ اسلئے سنسکرت کے متعلق ایک مختصر تعارفی نوٹ لکھنا ضروری ہے۔

جو شخص سنسکرت کی لغت پر غور کرے گا اُسے امورِ ذیل صاف نظر آئیں گے:۔

۱۔ اکثر حصہ لغاتِ سنسکرت کا مرکب الفاظ ہیں جو دو دو تین تین یا چار چار الفاظ کو جوڑ کر ایک لفظ بنایا گیا ہے اور مرکب حالت میں رُوٹ اکثر مسخ ہوگئے ہیں۔

۲۔ پریفکس اور سفکس یعنی سابقے اور لاحقے سنسکرت میں انگریزی سے بھی زیادہ پائے جاتے ہیں۔ جو ثابت کرتے ہیں کہ علماء نے بہت کچھ ساخت پرداخت فنکاری اور صناعی اِس زبان میں کی ہے۔ اور سابقے لاحقے دُونوں پر لگا کر اور نئے نئے لفظ گھڑ کر مفردات کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے مفردات کا کوئی نظام سنسکرت میں موجود نہیں۔ بے ربط الفاظ کے ڈھیر ہیں جن میں کہیں کہیں کوئی لعل یمن اور دُرِّ عدن بھی چمکتا نظر آتا ہے۔

۳۔ الفاظ کا ایک حصہ خصوصاً مصادر مفرد حالت میں ملتے ہیں۔ جو نہایت آسانی سے عربی الفاظ ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن یہ مفرد الفاظ بہت کمیاب ہیں جیسے صحرا میں کہیں کہیں کوئی سبزہ زار ہو۔

۴۔ گو سنسکرت میں دو نوں کا سرمایہ دوسری عجمی زبانوں سے زیادہ ہے مگر عربی کے مقابلے میں یہ سرمایہ کوزے اور دریا کی نسبت رکھتا ہے۔ بعض الفاظ عربی کی خصوصیات سے بہرہ ور، مرکب مفہوم کو مفرد لفظ سے ادا کرنے والے، وجہ تسمیہ کے حامل، اسم بامسمیٰ اور فصیح ہیں۔ اور یہ امر سنسکرت کو عربی سے قریب تر اور دوسری عجمی زبانوں سے ممتاز کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سنسکرت شاید ہی کبھی بولی گئی ہو وہ بھی بجز اہ

سال پہلے۔ ورنہ ویدوں، شاستروں اور پستکوں میں بتدا ئے محض ایک علمی اور مذہبی زبان کی حیثیت سے قائم رہی جب الفاظ میں بگاڑ ہوا۔ لیکن بہت قدیم زمانے میں ہی بعض علما خصوصاً پانینی (۲۵۰ تا ۳۵۰ ق م) وغیرہ نے سنسکرت زبان کے متعلق ایسے اصول و قواعد مرتب کر دیئے کہ آئندہ الفاظ میں بگاڑ نہ ہوسکے۔ اس لئے سنسکرت کے اندر عربی کی بہت سی خصوصیات باقی رہ گئی ہیں۔

جو عجمی زبانیں بولی جاتی ہیں اُن میں عہد بعہد تغیر و تبدل بھی بہت ہوتا ہے۔ خود لفظ سنسکرت اس امر کی دلیل ہے کہ اس میں پراگندگی اور بگاڑ واقع ہو چکا تھا جس کی اصلاح اور روک تھام بعد میں کی گئی کیونکہ لفظ سنسکرت کے معنی ہیں "اکٹھی یا صاف کی گئی" زبان۔

۵۔ اس کے برعکس عربی اپنی قدیم اور قدرتی وضع پر دائم قائم رہی ہے اور اس میں کبھی حک و اصلاح علما نے نہیں کی۔ اور نہ ہی آئندہ اس کی کبھی ضرورت ہوسکتی ہے۔ "انہا کانت لسان الاُمیین، وما کانوا ان یصقلوھا کالعلماء المتبحرین، ولم یکن لھم فلسفۃ الیونانیین، ولا فنون الھنود" وہ اُمیوں کی زبان ہے اور وہ اس کو علمائے متبحر کی طرح صیقل نہیں کرتے تھے اور اُن کو یونانیوں کے فلسفہ سے کچھ حصہ نہیں تھا اور نہ ہندوؤں اور چینیوں کے اُن کے پاس علوم تھے۔ (منن الرحمٰن ص۳)

ظاہر ہے کہ اہل سنسکرت وغیرہ نے زبان میں صناعی اور صیقل گری ضرور کی اور قدرتی سونے یعنی عربی دونوں سے زیورات بنائے اور اُن میں کھوٹ بھی ڈالا اور مرکب الفاظ کو ترتیب دیا۔

۶۔ تجنیس خطی کی وجہ سے الفاظ اور اُن کے معانی سنسکرت میں بہت گڈمڈ ہوگئے ہیں۔ مختلف ہم صوت الفاظ کا ایک ہی لفظ بن کر بمل، بے جوڑ، بے ربط اور متضاد معانی ایک ہی لفظ کے تحت آپ کو ملیں گے اور یہ امر فصاحت و بلاغت کے بالکل منافی ہے اور اسی وجہ سے سنسکرت "مُبِین" کی صفت سے خالی رہ جاتی ہے۔

۷۔ کثیر اسماء ایسے ہیں جن کا مصدری ماخذ سنسکرت میں نایاب اور عربی میں موجود ہے۔ کئی الفاظ ایسے بھی ہیں جن کا رُوٹ خود سنسکرت والوں کو نہیں ملا حالانکہ وہ رُوٹ عربی میں موجود ہے۔

۸۔ ɀ یعنی (ذ۔ز۔ظ۔ض) سنسکرت حروف تہجی میں نہیں ہے بلکہ ɀ کو G یا ج سے ادا کیا جاتا ہے۔ ɀ کو گاف یا جیم سے ادا کرنا بھی ایک مستقل لہجہ ہے۔ جسے اصطلاحاً ZEZAIMENT کہتے ہیں۔

۹۔ شاید یہ بات عجیب معلوم ہو مگر یہ واقعہ ہے کہ راقم کے دریافت کردہ فارمولوں کے ذریعہ سے سنسکرت الفاظ کا عربی ماخذ معلوم کرلینا بہت ہی آسان ہے۔

۱۰۔ فارمولا رفع مقلوبیت اور رفع تکبیر خصوصاً سنسکرت الفاظ کو حل کرنے کی کنجی ہے کیونکہ عربی الفاظ سنسکرت میں جا کر کثرت سے مقلوب ہوگئے ہیں اور اکثر یہ گھی سیدھی انگلیوں سے نہیں نکلتا۔ اس مضمون میں جو الفاظ پیش ہوں گے اکثر اُن پر فارمولا رفع مقلوبیت اور رفع تکبیر ہی عائد ہوگا۔

۱۱۔ سنسکرت کے ساتھ مقابلہ کرنے سے عربی زبان کی وسعت، فضائل و کمالات اور عربی کا کامل مکمل اور اُم الالسنہ ہونا اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔ تعرف الاشیاء باضدادھا۔

اب ہم گزشتہ فارمولوں کے سلسلہ میں ایک نیا فارمولا پیش کرتے ہیں اور اس کے تحت سب مثالیں سنسکرت سے دیں گے تاکہ مذکورہ بالا دعاوی کا ثبوت قائم ہو۔ و باللہ التوفیق۔

فارمولا رفع اختلاط

HOMONYMS

"وبدّلوا الصور بترك السداد، حتّی جعلوا الغدق جريمة، والنعل وثيمة والوليمة وظيمة، والحسنة جريّة، والضليع حماراً، والروضة مقفاراً، وغادروا بيت الفصاحة انقی من الراحة، وابعد من التلذذ والراحة، وما بقيت حدائقها ولا رکنيتها ولا نضرتها، وما برح يمطر عليها مطر الشدائد، وتتلقاها يد النوائب بالمصائد، حتّی رمی متاعها بالکساد، وبدل صلاحها بالفساد، فاصبحت دارها کالمنهوبين."

ترجمہ:۔ اور (زبانوں نے) بوجہ ترکِ سداد اپنی صورتوں کو بدل ڈالا۔ یہاں تک کہ کھجور کے درخت کو گٹھلی بنا دیا۔ اور نعل کو پتھر بنا دیا۔ اور شادی کے کھانے کو ماتم کا کھانا کر دیا اور نیکی کو بدی بنا دیا اور مضبوط گھوڑے کو گدھا کر دیا اور باغ کو بنجر کر دیا اور فصاحت کے گھر کو ہتھیلی کی طرح خالی کر دیا اور لذت اور راحت سے دور پھینک دیا۔ اُن کے باغ نہ رہے اور نہ اُن کا کنواں اور اُن کے سبزہ زار۔ اور نہ ان کی تازگی۔ اور سختیوں کا مینہ زبانوں پر برسنے لگا۔ اور حوادث نے ان کو تلف کر دیا یہاں تک کہ نارواجی سے اُن کے مال کی تباہی ہو گئی اور اس کی صلاحیت فساد کے ساتھ بدل گئی۔ پس اُن کے گھروں کا حال ایسا ہو گیا کہ گویا چوروں نے اُن کو لوٹ لیا۔" (منن الرحمٰن ...)

حضور کی اِس عبارت سے ظاہر ہے کہ عربی الفاظ اور اُن کے مفہومات کو غیر زبانوں نے اِس طرح بگاڑا کہ نہ تو لفظ اپنی اصلی شکل قائم رکھ سکے نہ معانی۔ اور بے میل بے جوڑ مفہومات اور متضاد باتیں ایک جگہ جمع کر دی گئیں اور الفاظ کو کچھ کا کچھ کر دیا گیا۔ اور لُغات غلط ملط ہو گئے۔

فارمولوں کے لحاظ سے اب ہم اصول "رفع اختلاط" کی تشریح کرتے ہیں جو حضور کی مذکورہ عبارت سے مستنبط ہوتی ہے۔ یہ اصول نہایت اہم اور توجہ کے قابل ہے کیونکہ اِس سے ایک ایسی روشن دلیل قائم ہوتی ہے جو عجمی زبانوں کے خلاف عربی کے حق میں اتبالیہ ڈگری دیتی ہے اور عربی کا اُم الالسنہ ہونا عالم آشکارا ہو جاتا ہے۔

؎ اے مذبذب از حقیقت رُو متاب
آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

ظاہر ہے کہ عربی حروفِ تہجی مثلاً (ء۔ ا۔ ع) کی تمیز یا (ہ۔ ح) کا امتیاز یا (ث۔ س۔ ص) کا فرق یا (ذ۔ ز۔ ظ۔ ض) کا تفاوت یا (ت۔ ط) کا مخرج یا (خ۔ غ۔ ق۔ ک) کا الگ الگ لہجہ دوسری زبانوں میں پورے طور پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اور علاوہ ازیں (ء۔ ا۔ ع۔ ہ۔ ح۔ و۔ ی) یعنی حروفِ تغیر دوسری زبانوں میں جا کر اکثر گِر جاتے ہیں۔ اِن وجوہات سے عربی زبان کے دو تین مواد بلکہ بعض حالتوں میں دس الفاظ تک مِل جُل کر دوسری زبان کے اندر تجنیس خطی کے لحاظ سے ایک ہی لفظ بن جاتا ہے جو مختلف مفہومات کی ایک معجونِ مرکب یا ملغوبہ ہوتا ہے اور کوئی امتیاز معانی کا باقی نہیں رہتا۔ ایسے الفاظ HOMONYM یعنی الفاظ متحد الصوت کہلاتے ہیں۔ انگریزی زبان میں ان کی تعداد چھ سو کے قریب مانی گئی ہے۔ دیگر زبانوں خصوصاً سنسکرت میں یہ اختلاط بڑی کثرت سے ہوا ہے اور اہلِ سنسکرت کے مسلمات سے ہے مثلاً۔

SAM^1 کوشش کرنا = SM = عَسَم۔ کوشش کرنا (عین گر گیا)
SAM^2 نرمی اور تحمل کرنا = SM = سَمَحَ = نرمی اور درگزر کرنا
(ح گر گیا)
SAM^3 سُننا معلوم کرنا = SM = سَمِعَ سُننا۔ معلوم کرنا۔
(عین گر گیا)

ظاہر ہے کہ عَسَم۔ سَمَحَ۔ سَمِعَ کو سنسکرت ادا نہیں کر سکی۔ تینوں لفظ SAM ہو گئے اور ان پر نمبر ۱۔۲۔۳ اس لئے لگایا گیا کہ یہ ہم صوت مگر مختلف الاصل ہیں۔

اسی طرح:۔

NAS^1 تباہ کرنا۔ ڈھونڈنا = NS = نَعَصَ۔ ویران کرنا
نَاصَ۔ بھاگ جانا
NAS^2 پہنچنا = NS = نَشَأَ۔ جوانی کو پہنچنا
NAS^3 میل جول کرنا = NS = اَنِسَ۔ ملنسار ہونا

غرضیکہ یہ اصول تمام زبانوں اور سنسکرت میں مسلّم ہے لیکن ہزاروں الفاظ ایسے ہیں جن میں اس اختلاط کو الگ الگ نہیں دکھایا گیا بلکہ ایک لفظ کے تحت ہی مختلف لفظوں کے معنی اکٹھے ہوتے گئے ہیں جس پر خود لفظ سنسکرت "اکٹھی کی گئی" زبان شاہد عادل ہے۔

اور سوائے عربی زبان کے اِن گم شدہ، نایاب اور غیر معلوم رُوٹوں کو کوئی اور زبان دکھا نہیں سکتی۔ اور انہیں مشکلات کے پیش نظر قبل از سنسکرت ایک بے سراغ اور گم شدہ زبان کا نظریہ قائم ہوا۔ محققین زبانوں کا کھوج سنسکرت تک لگا چکے ہیں۔ آیئے ہم اس کھوج کو اب آگے چلائیں۔ تاکہ اس گم شدہ زبان کا وجود متحقق ہو اور ان محققین کی نظر کا پھیر دور ہو

پہلے میں ایک مثال پیش کرتا ہوں سنسکرت رُوٹ BHAR-A کے معنی ہیں (۱) لیجانا۔ (۲) گروہ۔ (۳) زیادتی۔ (۴) لڑائی۔ لوٹ۔ (۵) بوجھ۔ اب ظاہر ہے کہ یہ پانچ مفہوم آپس میں لگاؤ نہیں رکھتے اور یہاں معنی کا کنبہ جوڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر اور ایسے ہی اختلاط کی وجہ سے آغاز زبان کے متعلق غلط نظریے قائم ہوئے۔ اگر مندرجہ بالا بے ربطی کو دیکھ کر:۔

(الف) میکس ملر ایسا فاضل سنسکرت دان یہ کہے کہ زبان آوازوں کی نقالی ہے اور کسی علیم و حکیم ہستی نے اسے نہیں بنایا تو یہ بے جا نہ ہوگا۔

(ب) یا سر ولیم جونز فاضل سنسکرت یہ خیال کرے کہ سنسکرت سے پہلے کوئی اور زبان تھی۔ جو "شاید" اب دنیا میں باقی نہیں رہی۔ یا اسی مفہوم کو مسٹر BOPP جرمن سنسکرت دان دوسرے لفظوں میں یوں ادا کرے کہ وہ زبان جو سنسکرت سے پہلے تھی بہ نسبت دوسری زبانوں کے سنسکرت میں زیادہ محفوظ رہ گئی ہے تو یہ بھی غلط نہ ہوگا۔

(ج) یا علامہ جسپرسن اگر یہ کہیں کہ کاش کوئی زبان مکمل ہوتی اور ایسی ہوتی کہ مختلف مفہومات اور ان کے باریک در باریک پہلوؤں کو الگ الگ الفاظ سے ادا کرتی۔ تو یہ آرزو بھی ایک فطرتی تقاضا ہے۔

(د) یا اہل یورپ کا یہ نظریہ کہ سنسکرت سے پہلے جو زبان تھی وہ اب بے سراغ ہے تو یہ امر بھی تعجب خیز نہیں ہونا چاہیئے۔ وجہ یہ ہے کہ عربی یا کسی اور زبان کا کوئی ایک لفظ ایسا نہیں جو مندرجہ بالا پانچ مفہومات کا حامل ہو کیونکہ یہ مفہومات بے ربط اور بے جوڑ واقع ہوئے ہیں اور سنسکرت کے "مبین" ہونے میں مانع ہیں۔

(ہ) اور یہی وجہ ہے کہ ویدوں کی سنسکرت اور ان کے بعد پرانوں اور اپنشدوں کی سنسکرت میں بہت بُعد اور فرق مانا گیا ہے۔ کیونکہ ایک ہی لفظ مختلف کتابوں میں مختلف معنوں میں مستعمل ہے۔ بلکہ چاروں ویدوں میں بھی بعض لفظ معنوی اختلاف رکھتے ہیں۔ (دیکھو لفظ ۲۸)

(۵) اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر کوئی الٰہی شریعت سنسکرت ایسی زبان میں نازل ہوتی تو مندرجہ بالا بے ربطی اور اختلاف سے حلِ معانی میں کس قدر پیچیدگیوں اور دشواریوں کا سامنا رہتا بخصوصاً جبکہ وہ زندہ زبان بھی نہیں تھی۔ اور معانی کا یہ اختلاط عربی زبان کی صفتِ مبین یعنی واضح اور غیر مبہم زبان کے بالکل منافی ہے۔

(۶) اور کیا کسی پنڈت یا ودوان کی دسترس ہے کہ لفظ BHAR-A کے مندرجہ صدر معانی کے لحاظ سے الگ الگ الفاظ سنسکرت میں دکھا دے۔ یا اس قسط میں جو الفاظ ہم پیش کر رہے ہیں اُن کے لئے سنسکرت سے علیحدہ علیحدہ لفظ پیش کرے یا اُن متضاد معنوں میں تطبیق کر دے جو اس مضمون میں ہم دکھائیں گے۔ یہ خالص علمی میدان ہے یہاں حقائق کا تعلق ہے اور رکیک تاویلوں کی یہاں پیش نہیں جا سکتی اور ہمارا یہ وثوق تجربے کی روشنی میں علیٰ وجہ البصیرت ہے اور اس وثوق کی بنیاد عربی حروفِ تہجی کا وہ امتیاز ہے جو دوسری زبانوں کے مخارج حروف کو عربی زبان کے مخارج حروف سے کلّی ممتاز کرتا ہے۔

اُوپر یہ سات معنے جو لفظ BHARA سے پیدا ہوئے اب ہم اُن کا حل پیش کرتے ہیں جس سے کوئی دقت نہ رہے گی انشاء اللہ۔

بات یہ ہے کہ بوجہ تجنیس خطی اس لفظ میں چند عربی الفاظ کا اختلاط ہو گیا ہے یعنی بصورت ذیل :-

BHARA مقلوب ہے اور اس کا حل یوں ہوگا :-

BR = RB = (۱) رَبَّا ۔ بچانا (۲) رَبْو ۔ گروہ (۳) رَبا زیادہ ہونا (۴) حَرْب ۔ لڑائی ۔ حَرَب ۔ لوٹ یعنی (حملہ) گویا یہ چار لفظ مقلوب ہو کر BHARA ایک لفظ بنا اور پانچواں لفظ BR = بَھَر ۔ بوجھ ڈالنا ۔ سیدھا ان میں شامل ہو کر مندرجہ بالا پانچ معنی اس لفظ کے ہو گئے۔ فتدبّر!

دیکھئے عربی حروفِ تہجی کی شان اور عربی کے مُبین ہونے کی کیفیت۔ اشاروں اشاروں میں ہجا میں فرق اور معنوں میں امتیاز کس طرح کیا گیا ہے۔ سنسکرت لفظ BHARA کی کھچڑی دانہ دانہ ہو گئی ہے اور سنسکرت کے ٹکٹ گھر کے آگے جو بھیڑ تھی عربی کے فسٹ کلاس کے ڈبے میں مخصوص نشستوں پر جم گئی ہے۔ ہر مسافر کے لئے الگ جگہ اور اس کی الگ منزلِ مقصود مقرر ہو گئی ہے۔ صُوری اور معنوی اختلاط والتباس دُور کر کے عربی کی صفتِ مُبین نے دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھایا ہے۔ اور آپ غور فرمائیں گے تو مندرجہ صدر ساتوں معنے حل ہو چکے ہیں۔ زبان کسی علیم و حکیم ہستی نے بنائی جس نے بات بات میں امتیاز قائم کیا۔ یہ بے معنی آوازوں کی نقالی نہیں۔ سنسکرت سے پہلے جو زبان تھی وہ گم اور بے سُراغ نہیں بلکہ اَنا الموجود کا آوازہ لگا رہی ہے۔

ویدوں اور مابعد وید زمانے کی سنسکرت کا فرق بھی عربی نے حل کیا اور ثابت کیا کہ ایک الٰہی شریعت کا نزول "عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ" میں ہونا چاہیئے تھا۔

ہم سنسکرت سے سینکڑوں الفاظ پیش کر سکتے ہیں جن میں مندرجہ بالا قسم کا اختلاط ہوا ہے۔ اسماء میں کم اور مصادر میں بہت زیادہ۔ سنسکرت ہی نہیں بلکہ دوسری زبانوں میں بھی یہی تغیر کثرت سے پایا جاتا ہے اور اس کی بنیادی وجہ وہی ہے جو ہم اُوپر بیان کر چکے ہیں کہ عربی حروفِ تہجی اور الفاظ کے ہجا دوسری زبانوں میں پُورے طور پر ادا نہیں ہو سکتے۔ نہ لہجے میں نہ کتابت میں۔ اور یہ طبعی وجہ ہے جو عربی ابجد اور دوسری زبانوں کی ابجد کے مقابلے سے صاف عیاں ہے اور عربی ابجد کی برتری کو ثابت کرتی ہے۔

لفظ BHARA کے تعلق میں جو سات معنے اُوپر پیدا ہوئے اور اُن کو عربی نے جس طرح حل کیا مندرجہ تحت سنسکرت الفاظ میں بھی بعینہٖ وہی کیفیت ہے اور سوائے عربی زبان کے اِن معموں کا حل کسی اور زبان کے بس کی بات

نہیں ؎

کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

۱- BHRi (۱) لیجانا (۲) پرورش کرنا۔ حکومت کرنا۔ مالک ہونا۔ قابض ہونا (۳) بلند کرنا (۴) فائدہ اٹھانا (۵) بوجھ ڈالنا (۶) تجربہ کرنا۔

یہ بھی مقلوب ہے یعنی BR = RB (۱) رَبَّأَ۔ لیجانا (جو کہ فارسی میں بُردن اور انگریزی میں BEAR مقلوبی حالت میں ہے)۔ (۲) رَبَّ۔ پرورش کرنا۔ حکومت کرنا۔ مالک ہونا۔ قابض ہونا (۳) رَبَأَ۔ بلند کرنا (۴) رَبِحَ۔ فائدہ اٹھانا (۵) BR بَهَرَ بوجھ ڈالنا (فارسی بار۔ ہندی بھار)۔ (۶) بَارَ تجربہ سے معلوم کرنا۔ گویا یہ لفظ اُلٹے اور دو سیدھے مل کر لفظ BHRi بنا۔

۲- UDHAN ۱ بادل ۲ پستان۔ یہ بھی مقلوب ہے ND = DN = ۱ ندی۔ بارش۔ (مجازاً بادل)۔ نَهْد۔ پستان۔

۳- KALA-TRA۔ بیوی۔ کمر۔ سُرین۔ KL ۱ خُلّة بیوی۔ ۲ کُلیہ۔ کمر۔ ۳ کاہِل۔ سُرین۔ TRA لاحقہ ہے۔ گویا خُلّة۔ کُلیہ۔ کاہِل تینوں مل کر KALA بن گئے۔ خ اور ک کا امتیاز نہ ہو سکا۔

انتباہ۔ یاد رہے کہ کسی لفظ کا کثیر المعنےٰ ہونا اور بات ہے اور کئی لفظوں کا مخلوط ہو جانا دوسرا امر ہے۔ نیز تاویل کی گنجائش تب ہوتی ہے جبکہ صاف لفظ موجود نہ ہو۔ اور یہ امر کہ کونسا لفظ کثیر المعنےٰ ہے اور کونسا مخلوط اس کا فیصلہ بھی دراصل عربی کے ہاتھ میں ہے۔ کما تریٰ

۴- KULA پہاڑی۔ کنارہ KL ۱ قوعلہ پہاڑی ۲ کَلَاء۔ کنارہ

۵- KAL کانپنا۔ چلے جانا۔ گھبرانا KL ۱ قَلّ۔ کپکپی ۲ خَلَاء۔ چلے جانا ۳ کَلَّ۔ اکتانا۔ تھکنا۔ خ۔ ق۔ ک کا امتیاز نہیں ہو سکا۔

۶- KHALA سَرِیر۔ گاہنے کی جگہ۔ کھلی = KL ۱ خالِع۔ بے حیا ۲ خلاء۔ خالی جگہ ۳ خلا۔ خالی ہونا کیونکہ کھلی تیل سے خالی اور پھوک ہوتی ہے

۷- KHILA-YA بیابان۔ ڈھیلا KL ۱ KL خلاء۔ خالی جگہ (مجازاً بے آباد جگہ) قُلاعہ ڈھیلا خ اور ق کا خلط ہو گیا۔

۸- KHALL ڈگمگانا KL قُلْع۔ بے ثباتی۔ کمزوری

۹- KHALLA تھیلا KL قَلْع۔ گڈریے کا تھیلا

۱۰- KHALA دھوکا KL خالَ۔ دھوکا دینا

غور فرمایئے ۵ تا ۱۰ میں اختلاط ہے۔ مثلاً ۱۰۱ الگ الگ لفظ ہیں۔ (خُلّة۔ کُلیہ۔ کاہِل)۔ (قوعلہ۔ کلاء)۔ (قَلّ۔ خلا۔ کَلّ)۔ (خالِع۔ خلاء۔ خلا)۔ (خلاء۔ قُلاعہ)۔ قُلْع۔ قَلْع۔ خالَ۔ یہ ۱۴ لفظ ہیں۔ عربی نے ہجا اور معنی میں امتیاز کیا ہے۔ پس الفاظ بے معنی آوازوں کی نقالی نہیں بلکہ کسی حکیم مطلق کی چشم و ابرو کے اشارے اور لگائے یا جنبشِ لب کے کرشمے الفاظ مذکور ہیں۔ ہر لفظ جُدا ہر معنی الگ، کہیں اعراب کا ذرا سا فرق، کہیں مخرج کا خفیف سا امتیاز۔ کبھی (ء۔ أ۔ ع۔ ہ۔ ح۔ و۔ ی) یعنی حروفِ تکسیر کی ذرا سی کمی بیشی صوری اور معنوی امتیاز کو قائم رکھتی اور اختلاط و التباس سے بچاتی ہے۔ کیا عرب ایسی اُمّی قوم یہ باریک در باریک امتیازِ الفاظ و معانی میں اس ناز و انداز اور ایسی حُسنِ ادائی اور دلربائی سے پیدا کر سکتی تھی ؎

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجا ست

مندرجہ بالا الفاظ یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ سنسکرت میں عربی

کے بہت سے نادر الفاظ ملتے ہیں جو دوسری زبانوں میں نایاب ہیں اور مسٹر BOPP کا یہ قول درست ہے کہ قبل از سنسکرت جو زبان تھی وہ سنسکرت کے اندر دوسری زبانوں کی نسبت زیادہ محفوظ رہ گئی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اختلاطِ الفاظ کی وجہ سے جب رُوٹوں کا سُراغ مستشرقین کو نہ مل سکا تو انہوں نے ایک گم شدہ زبان کا نظریہ قائم کیا۔ کما لا یخفیٰ۔

مذکورہ ۱۶ الفاظ ۸ شکلوں میں آپ دیکھتے ہیں لیکن یہ بھی تو ممکن تھا کہ تجنیس خطی اور ہم صَوت ہونے کی وجہ سے ان سب کا ایک ہی لفظ بن جاتا اور ایک لفظ کے ماتحت یہ سولہ معنی گڈ مڈ ہو جاتے۔ اِس سے آپ قاموس لا رنج اختلاط کا پورا مطلب سمجھ سکتے ہیں۔

کیا سنسکرت الفاظ ۳ تا ۸ کے لئے الگ الگ لفظ دکھا سکتی ہے یا اُن کے معنوں میں تطبیق دے سکتی ہے بحالیکہ عربی زبان میں الگ الگ لفظ موجود ہیں؟ کیا بیوی، گرا اور ٹرین ایک بات ہے؟ کیا پہاڑ اور کنارہ ایک چیز ہے؟ وغیرہ

۱۱- ATAPA- گرم ہونا۔ چمکنا۔ تکلیف۔ ع ۱ اَبَت۔ گرم ہونا (فارسی۔ تپ۔ تپیدن) ع ۲ عَقَب۔ چمکنا (فارسی۔ تابیدن) ع ۳ تَعَب۔ مشقت، تکلیف۔ تینوں کا مخلوط ATAPA ہے۔

۱۲- USRI-YA۔ بیل۔ سُرخی۔ چمکدار۔ ع ۱ SR۔ ثَور بیل۔ ع ۲ ثَور۔ صبح کی سُرخی۔ ع ۳ سَعَر بھڑکنا (یعنی روشن ہونا) ث۔ س مخلوط ہو گئے۔

۱۳- URG- کھانا۔ طاقت۔ RG ع ۱ رائق۔ ناشتہ۔ ع ۲ رِیق۔ طاقت۔

۱۴- RIK۔ چمک۔ عبادت۔ RK ع ۱ رَیق۔ چمک۔

۱۵- KAN۔ راضی ہونا۔ خوش ہونا۔ چمکنا۔ ع ۱ KN قَنِع راضی ہونا۔ ع ۲ قَنِیَ۔ خوش ہونا۔ ع ۳ KN۔ SN سَنا۔ روشنی۔ (یہ K بدل ہے S کا۔ سنسکرت میں لاطینی کی طرح K اور S متبادل ہوتے ہیں۔)

۱۶- KASH-YA۔ رس۔ کوڑا کرکٹ۔ کم ہو جانا۔ سُرخ۔ KS ع ۱ قَتّ۔ کھینچنا (کیونکہ رس کشیدہ چیز کا نام ہے) ع ۲ کُساحہ۔ کوڑا کرکٹ۔ ع ۳ خَاس۔ کم ہوتا۔ (فارسی۔ کاستن) ع ۴ SHK = KSH۔ اَشْقَح۔ سُرخ۔ تین لفظ تو سیدھے رہے ق۔ ک۔ خ کی تمیز اور ث۔ س کا امتیاز نہ ہو سکا۔ چوتھا لفظ اَشْقَح مقلوب ہو کر دبے پاؤں اِن میں شامل ہو گیا۔

۱۷- KOSA۔ برتن۔ ٹوکری۔ تھیلا۔ گھونگا۔ پیالہ۔ مکان۔ جمع کرنا۔ KS ع ۱ قاسیہ۔ دھات کا برتن۔ ع ۲ قشو۔ ٹوکری ع ۳ کیس۔ تھیلا۔ ع ۴ کَشْع۔ گھونگا۔ ع ۵ کَاس پیالہ۔ ع ۶ قُشّ۔ مکان۔ ع ۷ قَشّ۔ اکٹھا کرنا۔ یہ ساتوں لفظ مل کر KOSA ایک لفظ بن گیا۔ اور عربی نے جو امتیاز ان میں قائم کیا تھا سنسکرت میں جا کر وہ گم ہو گیا چونکہ محققین کو یہ رُوٹ نہ ملے۔ نہ مندرجہ بالا معانی کی تطبیق ہو سکی۔ لہٰذا ایک گم شدہ زبان کا نظریہ سہل نظر آیا۔

۱۸- GAR-A- پی جانا۔ نگل جانا۔ سیال چیز۔ GR ع ۱ جَرِع۔ پی جانا۔ نگل جانا ع ۲ جَرَی۔ بہنا

۱۹- GARH۔ ملامت کرنا۔ نفرت کرنا۔ GRH ع ۱ قَرَع۔ ملامت کرنا ع ۲ کَرِہَ۔ ناپسند کرنا

۲۰- GA جانا۔ آنا۔ G ع ۱ حَجّ۔ جانا ع ۲ جاء۔ آنا

۲۱- GRIDH۔ مشتاق ہونا۔ چلنا ع ۱ GRD غَرِض۔ مشتاق ہونا۔ (جو کہ انگریزی میں

GREED سے) ۷ ا DRQ = QRD - دَرَج
چلنا (GRADE انگریزی میں دَرجہ کا مقلوب ہے)

۲۲- GHNA - قتل کرنا۔ گنجان ہونا۔ بادل ۔ GN
۱ قنا۔ قتل کرنا۔ ۲ غَینہ۔ گھنے درخت ۳ غَین
بادل۔ غ اور ق کا عدم امتیاز موجب غلط ہوا۔
سنسکرت میں مصدر (غَانَ۔ ابر آلود ہونا۔ اَغَانَ
بادل کا آسمان کو ڈھانپنا) نہیں ہے۔

۲۳- KHID پھاڑنا۔ چھیدنا۔ KD ۱ قَدّ۔ پھاڑنا
۲ قَدَحَ۔ سوراخ کرنا (ہندی چھید) دونوں میں
عربی نے امتیاز کیا ہے۔ گو دونو مماثل اور قریب المعنیٰ
ہیں۔ اور یہ وہی بات ہے جو جسپرسن کی آرزو ہے کہ
کاش کوئی زبان مماثل مفہومات کو مماثل الفاظ میں
ادا کرے۔

۲۴- DARA - پھاڑنا۔ سوراخ کرنا۔ ڈرنا RD=DR
= ۱ هَرَدَ۔ پھاڑنا (فارسی دریدن) ۲ خَرَدَ
سوراخ کرنا۔ ۳ رَعدہ۔ ڈر۔ هَرَدَ۔ خَرَدَ۔
رَعدہ تینوں مقلوب ہوکر DARA بن گیا۔ و
شتّان بینہما۔

۲۵- KAR - دوڑنا۔ پہیہ KR ۱ کرا۔ دَوڑنا۔
۲ کُرَہ۔ چکر۔ ہر گول چیز۔

۲۶- GAS پیاس بجھانا۔ تھک جانا۔ GS ۱ قَصَعَ
پیاس بجھانا ۲ کَشِحَ۔ اکتانا

۲۷- SUK ۱ BRAHMNA زمانے میں اس کے معنی
ہیں بھڑکنا SK = ذکی۔ بھڑکنا
۲ ویدک سنسکرت کے بعد اس کے معنی ہیں
پاک کرنا SK = زکی۔ پاک کرنا
۳ پران میں اس کے معنی ہیں۔ آگ پر رکھنا
SK = سخا۔ آگ جلانا (ہانڈی کے نیچے)
۴ وید میں اس کے معنی ہیں۔ درد مند ہونا۔
SK = شکا۔ درد مند یا مریض ہونا۔

اب صاف ظاہر ہے کہ ذکی۔ زکی۔ سخا۔ شکا
چاروں کا خلط ہو کر سنسکرت میں SUK بن گیا۔
اور اسی وجہ سے وید اور مابعد وید کی زبان اور
پرانوں اور اُپنشدوں کی زبان میں بہت فرق ہے
دراصل یہ اختلاطِ الفاظ ہے اور اِس گتھی کو عربی
کے سوا کوئی سُلجھا نہیں سکتا۔

۲۸- SIKHA - چوٹی۔ کنارہ۔ بھڑکنا۔ بالوں کی لِٹ
SK = ۱ شِیق۔ چوٹی۔ ۲ شِقّ۔ کنارہ
۳ ذکی۔ بھڑکنا۔ ۴ SK = KS = کُشّہ
قُصّہ۔ بالوں کی لِٹ۔ تین لفظ سیدھے اور ایک
اُلٹ کر SIKHA بنا۔

ابھی سینکڑوں مثالیں سنسکرت سے اور سینکڑوں
مثالیں دوسری زبانوں سے فارمولا دقیع اختلاط کے ثبوت
میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اگر سب کو جمع کیا جائے تو دو سَو
صفحات پر بھی یہ فارمولا تمام نہ ہو۔ بہرحال اصول کی
وضاحت کے لئے اُوپر کی مثالیں کافی ہیں۔ اور یہ مثالیں
لفظ سنسکرت یعنی "اکٹھی کی گئی" زبان کی بھی تشریح کرتی
ہیں یعنی کسی وقت میں مختلف HOMONYM ایک
ہجا کے ماتحت کر دیئے گئے یا ہو گئے۔ اور "بدلوا الصور
بترک السداد" کے مصداق بن گئے۔

اِن ۲۸ مثالوں کی روشنی میں معتوقؔ کی عبارت
مندرجہ صدر دوبارہ قابلِ غور ہے کہ کس طرح عجمی زبانوں
نے الفاظ کو غلط ملط کر دیا اور کھجور کو گٹھلی، لعل کو پتھر،
گھوڑے کو گدھا۔ شادی کے کھانے کو ماتم کا کھانا،
نیکی کو بدی، باغ کو بنجر بنا دیا اور فصاحت کے گھر کو
ہتھیلی کی طرح خالی کر دیا۔

آغاز زبان کے متعلق جو غلط نظریے قائم ہوئے
اُس کی بڑی وجہ بھی غالباً اختلاط الفاظ تھی خصوصاً۔

آئینِ پاکستان

(جناب چودھری احمد الدین صاحب پلیڈر گجرات)

دُنیا میں مسلمانوں کی کئی سلطنتیں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں۔ سوائے سعودی عرب و یمن کے باقی مثلاً ٹرکی، ایران، مصر، پاکستان، افغانستان، شام، لبنان، عراق عرب اقوامِ متحدہ کے ادارہ کی ممبر اور جمہوری اصولوں پر کار فرما ہیں۔ ووٹوں کے ذریعہ سے نمائندگان عوام الناس منتخب ہوتے ہیں جن کی کثرت رائے سے وزارتیں بن کر حکومت کے کاروبار چلتے ہیں۔

قریباً تمام اسلامی ممالک میں مختلف مذاہب کے پیرو مثلاً مسلمان، یہودی، عیسائی وغیرہ آباد ہیں۔

مسلمانوں کے کئی فرقے مثلاً شیعہ، وہابی، احمدی، اہلِ قرآن اور سُنی ہیں۔

تمام مذاہب کے پیرو اور جملہ فرقہ ہائے اسلام حکومت کا عائد کردہ ٹیکس ادا کرتے ہیں اور سب کو ووٹ دینے اور ممبر منتخب کرنے کا حق حاصل ہے۔ عیسائیوں کے دو بڑے فرقے رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ ہیں، انہوں نے کبھی یہ مطالبہ نہیں کیا کہ رومن کیتھلک والوں کے الگ نمائندے ہوں اور پروٹسٹنٹ کے الگ۔ نہ ہندوؤں کی طرف سے یہ مطالبہ پیش ہوا ہے کہ آریہ سماجیوں کو الگ نمائندگی دی جائے اور سناتن دھرمیوں کو الگ۔ اگرچہ اہلِ شیعہ نے کئی دفعہ علیحدہ نمائندگی کا مطالبہ کیا ہے مگر ان کو مسلمان تصور کرتے ہوئے انکے علیحدہ نمائندگی کے مطالبہ کو منظور نہیں کیا گیا اور تمام مسلمان کہلانے والوں کو ایک قوم تصور کرکے اُن کے مجموعی افراد کی تعداد کے لحاظ سے اُن کو نمائندگی دی جاتی رہی ہے اور یہی صحیح اور قابلِ عمل طریقہ ہے۔

اکثریت ہمیشہ غالب رہتی ہے۔ اکثریت والے فرقہ کے افراد اگر یہ مطالبہ کریں کہ ایک خاص قلیل التعداد فرقہ کے لوگوں کو جن کو وہ اپنے زعم میں کافر یا مرتد خیال کرتے ہیں اقلیت قرار دیکر علیحدہ نمائندگی دی جائے تو یہ مطالبہ بالبداہت نامعقول، ناقابلِ عمل اور اُن کے مفاد کے خلاف ہوگا کیونکہ اکثریت کے مقابلہ میں اقلیت بے حقیقت چیز ہے لیکن اگر اقلیت کو علیحدہ شمار کیا جائے تو پھر وہ کچھ نہ کچھ پولیٹیکل اقتصادی یا معاشی حقوق حاصل کرلے گی اور اکثریت کو صریحاً نقصان ہوگا۔ اور اگر علماء کے فتاوی کفر کا لحاظ رکھ کر کسی مسلمان کو اقلیت قرار دیا جائے تو کوئی فرقہ اسلام مسلمان نہیں رہتا۔ کیونکہ ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو خارج از اسلام مرتد خیال کرتا ہے۔ حکومت کس فرقہ کے علماء کے فتوے پر عمل پیرا ہو؟ موٹی بات ہے کہ جب حکومت ہی اکثریت کے ہاتھ میں ہوگی تو اقلیت کے افراد اکثریت کے افراد کے رحم پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گے۔

تمام مہذب جمہوری ممالک میں تمام فرقے انسانی پیدائشی حقوق سے یکساں فائدہ اُٹھا رہے ہیں یعنی حصولِ تعلیم و ہُنر و فن و فوائدِ تمدن سے کوئی فرد محض مذہب کے اختلاف کی بناء پر محروم نہیں رکھا گیا اور تمام افرادِ انسانی کو بلا لحاظ مذہب و ملت و جسمانی رنگ کے یکساں خیال کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک فرد کو ترقی کا موقع دیا گیا ہے۔ اور ہر ایک فرد کو جو اقلیت سے تعلق رکھتا ہو حق رکھتا ہے کہ وہ کسی امتحان میں جو کسی اعلیٰ عہدہ کے حصول کے لئے مقرر کیا گیا ہو امتیازی درجہ حاصل کرکے اکثریت کے افراد کو اپنی ذہنی اور

دماغی قابلیتوں کے ذریعہ سے پیچھے ڈال دے۔ خداوند عالم کے مظاہر قدرت سے ہر ایک شخص مُسلم ہو یا غیر مُسلم، کالا ہو یا گورا، مرد ہو یا عورت یکساں مستفید ہوتا ہے بلکہ جو خدا کی ہستی کے بھی منکر ہیں اُن پر بھی عطیات الٰہیہ کے دروازے اسی طرح کھلے ہیں جس طرح مسلمین کے لئے۔ جیسا کہ خداوند فرماتا ہے:۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا۔ (۱۷/۲۱)۔

(ہم اپنے عطیات سے مسلم اور غیر مسلم سب کی امداد کرتے ہیں اور ہمارے عطیات کا دروازہ کسی پر بند نہیں ہے) بلکہ غیر مسلم علوم و فنون اور صنعت گری میں اس قدر کمال پیدا کر لیتے ہیں کہ مسلم اُن کے محتاج ہو کر رہ جاتے ہیں۔ تخلقوا باخلاق اللہ کے ارشادِ نبوی کے مطابق ایک مسلم گوارا نہیں کر سکتا کہ وہ محض اختلافِ رائے اور اختلافِ مذہب کی بناء پر اقتدار کو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہوئے اپنے کسی رعیت یا محکوم کو ترقی کے ذرائع کے حصول سے محروم کر دے۔

کوئی ایسا قاعدہ یا قانون بنانا جس کا اثر یہ ہو کہ کسی اقلیت کے افراد کی آزادیٔ فکر و اظہارِ خیالات وسطحِ منازلِ ترقی پر پابندی عائد کی جائے اور کسی خاص مذہب یا فرقہ کے قوانین و قواعد کو دیگر مذاہب یا فرقہ کے افراد پر ٹھونس دیا جائے۔ اقوامِ متحدہ کے ریزولیوشن متعلق حقوق پیدائشی انسانی اور قرآن کے صریح حکم لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں) کے خلاف ہے۔ پاکستان اقوامِ متحدہ کے ادارہ کا ممبر ہونے کی وجہ سے ریزولیوشن متعلق انسانی پیدائشی حقوق کا پابند ہے اسلئے پاکستان کو جمہوریت کے اصولوں پر چلتے ہوئے اور اقوامِ متحدہ کے ادارہ کا ممبر رہتے ہوئے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ انسانی حقوق کے ریزولیوشن کے خلاف کوئی آئین یا قانون بنائے جس سے اکثر گروہ علماء کو اپنے مخالفین پر چیرہ دستیوں کا موقع مل جائے۔

محنت و ہُنر کے ثمرات سے خدا کسی کو محروم نہیں کرتا جیسا کہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ (خدا کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا) لہٰذا کوئی ایسا قانون جس سے عاملین کا عمل ضائع ہو جائے قرآنی تعلیم کے صریح مخالف اور بعید از انصاف ہے جس سے فتنہ اور فساد برپا ہو جاتا ہے۔

پاکستان میں اکثریت حنفیوں کی ہے۔ اگر گورنمنٹ پاکستان کوئی ایسا آئین تیار کرے۔ جو حنفی فقہ کے اصولوں پر مبنی ہو۔ اور جو دیگر فرقہ ہائے اسلام مثلاً اہلِ شیعہ، اہلحدیث، اہلِ قرآن، شافعیوں، مالکیوں، حنبلیوں وغیرہ کو مجبور کرے کہ وہ اپنے تمام تنازعات اور مناقشات اور معاملات کا فیصلہ حنفی فقہ کے مطابق کرائیں تو یہ صریحاً بے انصافی ہوگی۔ کیونکہ بعض معاملات میں ان میں شدید اختلاف ہے۔ مثلاً حنفی فقہ کے مطابق بعیدی رشتہ دار جن کو ذوی الارحام کہتے ہیں ذوی الفروض (جن کے حصص قرآن میں مقرر ہیں) اور عصبات (متوفی کے مذکر قریبی رشتہ دار جنکو ید ی بھی کہتے ہیں) کی عدم موجودگی میں وارث ہوتے ہیں لیکن امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور زید بن ثابتؓ (کاتبِ وحی قرآن) کے قول کے مطابق ذوی الارحام وارث نہیں ہوتے۔ اب اگر ایک مالکی یا شافعی مذہب کا پیرو فوت ہو جائے تو مزعومہ پاکستانی آئین مبنی بر فقہ حنفی کے مطابق اس کے ذوی الارحام وارث جو حنفی فقہ کے تابع ہوں وارث ہو جائیں گے اور اگر کوئی شخص حنفی فقہ کا تابع فوت ہو جائے تو اس کے مالکی یا شافعی مسلک کے پیرو ذوی الارحام حنفی فقہ کے مطابق تو وارث ہو جائیں گے مگر اپنی فقہ کے مطابق وہ وارث نہیں ہوں گے۔ اب عدالت کس قانون پر فیصلہ کرے؟ اسی طرح ایک شخص شیعہ مسلک کا پیرو ایک بھائی اور ایک نواسی چھوڑ کر فوت ہو جائے تو شیعہ قانون کے مطابق نواسی سارے ترکہ کی وارث ہوگی اور سُنی حنفی قانون کے مطابق

نواسی محروم رہے گی اور سارا ترکہ بھائی لے جائے گا۔ اب عدالت کس قانون پر فیصلہ کرے؟

شیعہ اور حنفی قانونِ وراثت کا اصول ہے کہ کافر مسلم کا وارث نہیں ہوتا۔ اگر ایک شیعہ صرف ایک بیٹا چھوڑ مرے جس نے اس کی زندگی میں ہی شیعہ مذہب کو ترک کر کے سُنی مذہب اختیار کر لیا ہو تو چونکہ اہلِ شیعہ کا فتویٰ ہے کہ سُنی کافر ہیں، اس لئے شیعہ متوفی کا سُنی پسر بسبب کافر ہونے کے وارث نہیں ہوگا اور اس کو مُردہ تصور کر کے علماءِ اہلِ شیعہ متوفی کے دیگر شیعہ اقرباء کو ورثہ دلانے کا فیصلہ کریں گے۔ اگر ایک سُنی حنفی مسلک کا پیرو ایک شیعہ لڑکا چھوڑ مرے جس نے اس کی زندگی میں ہی شیعہ مذہب اختیار کر لیا ہو تو چونکہ سُنی علماء اہلِ شیعہ کو کافر خیال کرتے ہیں اس لئے اُن کے فتویٰ کے مطابق وہ اپنے سُنی باپ کا وارث نہیں ہوگا اور اسکو مُردہ تصور کر کے سُنی علماء متوفی کے دیگر سُنی اقرباء کو ترکہ دلانے کا فیصلہ کریں گے۔ اس مشکل کا حل سوائے اسکے اور کوئی نہیں کہ ہر شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو اس کو مسلمان تصور کیا جائے اور ترکۂ متوفی اُسی قانون کے مطابق تقسیم ہو جو متوفی کے اختیار کردہ مسلک کا ہو یعنی شیعہ متوفی کا ترکہ شیعہ مذہب کے مطابق اور سُنی متوفی کا ترکہ سُنی مذہب کے مطابق تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ یہی قاعدہ ہندوستان کی ہائی کورٹوں اور لنڈن کی پریوی کونسل نے اختیار کر کے فیصلے کئے۔ جو انڈین لاء رپورٹوں میں چھپے ہوئے موجود ہیں۔

قانونِ وراثت کے علاوہ باقی معاملات کے متعلق بھی فرقہ ہائے اسلام میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ اگر کسی فرقہ کے قوانین کی پابندی دیگر فرقہ ہائے اسلام سے کرائی جائے تو یہ ایک مذہبی مداخلت ہوگی جو انسانی پیدائشی حقوق میں دست اندازی کے مترادف ہوگی۔ جو کسی جمہوری ملک کے شایانِ شان نہیں ہے۔ انگریزوں نے ملک ہند میں قریباً سَو سال تک حکومت کی ہے اور مُدّت کے تجربہ کے بعد ایسے قوانین مدوّن کئے ہیں کہ کسی اکثریت یا اقلیت کو شکایت کا موقع نہیں ملا۔ سوائے فوجداری قانون کے جس کے بغیر امن قائم نہیں رہ سکتا۔ اور جس کی یکسانی جملہ مذاہب کے پیرووں کے لئے لازمی ہے اور کسی معاملہ میں جبر روا نہیں رکھا گیا۔ اور ہر ایک مذہب کے پیرووں کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ذاتی یعنی مذہبی قانون یا اختیار کردہ رواج کی پیروی کریں۔ بعض ایسے قوانین بھی مدوّن کئے ہیں جن کا مذہب سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ انصاف اور نیک نیتی کی بناء پر عقل کی راہنمائی سے مرتب کئے گئے ہیں۔ مثلاً ریلوں کا قانون، ڈاکخانوں کا قانون، تار کا قانون، بحری اور ہوائی جہازوں کا قانون، نہروں کا قانون، بینکوں کا قانون، کوآپریٹو سوسائٹیز کا قانون، پنشن کا قانون، کمپنیوں کا قانون، مالگزاری کا قانون، مزارعین کا قانون، جیلوں کا قانون، جنگلات کا قانون، شاہی سڑکوں کا قانون، قانون پیشہ اشخاص کا قانون، شہادت کا قانون، میعاد کا قانون، رسوم عدالت کا قانون، جانشینی کا قانون، عدالتوں کا قانون اور دیگر امور کے متعلق قوانین جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

جس زمانہ میں حنفی فقہ مدوّن کی گئی تھی اس میں موجودہ دَور کے تمدنی، مجلسی اور تعلیمی حالات رُونما نہیں ہوئے تھے۔ اِن حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے قوانین مرتب کئے جائیں جو عدل و انصاف اور نیک نیتی پر مبنی ہوں۔ ایسے قوانین کا ٹکراؤ قرآن سے نہیں ہو سکتا جو دشمنوں سے بھی انصاف کا حکم دیتا اور عقل سے کام لینے کی ہدایت کرتا ہے۔

چونکہ ملکہ وکٹوریہ نے بذریعہ اشتہار اعلان کر دیا تھا کہ تمام افراد رعایائے برطانیہ کو مذہبی آزادی دی گئی ہے اسلئے ضروری سمجھا گیا کہ اگر کوئی اپنی مرضی سے اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کر لے تو اس کو محض تبدیلیٔ مذہب کی وجہ سے کوئی

نقصان پہنچے۔ اس لئے ریگولیشن ۷ سنہ ۱۸۳۲ء نافذ ہوا، جس کی دفعہ ۹ کی رو سے کوئی شخص تبدیلیٔ مذہب کی وجہ سے حق وراثت سے محروم نہیں ہو سکتا۔ پھر باقاعدہ ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء نافذ ہوا جس کی رو سے محض ارتداد کی بناء پر کوئی شخص حق وراثت کھو نہیں بیٹھتا۔ پارلیمنٹ انگلینڈ کے نافذ کردہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ سنہ ۱۹۳۵ء کی دفعہ ۲۹۸ بھی کسی کو تبدیلیٔ مذہب کی بناء پر محروم الارث نہیں قرار دیتی۔ فقہ حنفی کا یہ قاعدہ کہ ایک مسلمان کی مسلمان عورت مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے بذریعہ ایکٹ ۸ سنہ ۱۹۳۹ء منسوخ ہوا۔ جس کی رو سے مسلمان عورت مرتد ہو کر نکاح فسخ نہیں کرا سکتی۔ یہ تینوں مندرجہ بالا ایکٹ اب تک منسوخ نہیں ہوئے اور تاوقتیکہ منسوخ نہ ہوں واجب العمل رہیں گے۔

اگر ارتداد کی بناء پر وراثت سے محروم رہنے کے قاعدۂ فقہ حنفی کو بذریعہ قانون نافذ کر دیا جائے تو یہی نقصان نہیں ہوگا کہ کفر کی آڑ لیکر علماء ہر ایک عقائد تبدیل کرنیوالے کو حق وراثت سے محروم کر دینے کا فتویٰ دیں گے اور اسکو بعض صورتوں میں نقصانِ عظیم پہنچانے کا موجب ہونگے بلکہ تبلیغ بھی رک جائیگی جو ہر ایک شخص کا پیدائشی حق ہے کیونکہ عیسائی پادریوں کی تبلیغ سے اگر ایک مسلمان عیسائی ہو جائے تو وہ اپنے باپ یا دیگر اقرباء کی لاکھوں اور کروڑوں کی جائداد سے محروم ہو جائے گا اور اس مثال کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ کسی کو عیسائی ہونے کی جرأت نہیں ہوگی۔ اور عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ باوجودیکہ مذہبی آزادی کا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے عملاً مذہبی آزادی میں مداخلت کی گئی ہے۔ کیونکہ علماء کا فتویٰ ہے کہ الاسلام یعلو ولا یعلیٰ (اسلام غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں ہوتا) کی حدیث کے مطابق اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے غیر مسلم باپ یا دیگر اقرباء کا وارث ہو جاتا ہے (دیکھو شریفیہ شرح سراجیہ صہ ۱۲)

عیسائی مذہب میں کوئی ایسا حکم نہیں ملتا جس کی رو سے مرتد وراثت سے محروم الارث ہو جائے۔ اسلئے عیسائی مذہب کے پیروؤں کی یہ شکایت بجا ہوگی کہ ہم سے مساویانہ اور عادلانہ برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ قرآن میں ارشادِ ربانی موجود ہے لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ (۵/۱۱) وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (۵۸/۴)۔ (کسی قوم کی دشمنی اور عداوت تم سے یہ گناہ نہ کرائے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو۔ اس سے تم تقویٰ اور پرہیزگاری کے قریب ہو جاؤ گے۔ اگر تم کو لوگوں کا حاکم بنایا جائے تو تم کو انصاف سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔)

لہٰذا اگر ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء اور دفعہ ۲۹۸ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ سنہ ۱۹۳۵ء کو منسوخ کر دیا جائے جس کی رو سے کوئی شخص تبدیلیٔ مذہب کی بناء پر حق وراثت سے محروم نہیں ہو سکتا تو عیسائی اور دیگر اقلیتیں جو پاکستان کا شہری ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کے ساتھ مساویانہ اور عادلانہ سلوک کے مستحق ہیں، اعتراض کریں گے کہ ہم کو اپنے مذہب کی اشاعت اور تبلیغ سے روک دیا گیا ہے اور ایسے قانون نافذ کر دیئے گئے ہیں جن کی رو سے غیر مسلم کا مسلم رشتہ دار تو وارث ہو سکتا ہے لیکن مسلم کا غیر مسلم رشتہ دار وارث نہیں ہو سکتا۔

جب تک پاکستان اقوامِ متحدہ کے ادارہ کا ممبر ہے مولویوں کے فتویٰ کفر و ارتداد کی پیروی سے معذور ہے اور کوئی ایسا قانون نہیں بنا سکتا جو انسانی پیدائشی حقوق کے گلے پر چھری پھیر دے اور مذہبی آزادی میں مخل ہو +

علومِ قرآن سیکھنے کے لئے
الفرقان کا مطالعہ کیجئے!

الہام اور آزادی

(جناب اجمل نذیر احمد صاحب ظفر کے قلم سے)

[علامہ اقبال کی نظم "الہام اور آزادی" کا آخری شعر ہے ؎
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے ✦ غارت گرِ اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز
اسی سلسلہ میں یہ عرض ہے — ظفر]

محکوم وہ بندوں کا کبھی ہو نہیں سکتا!
الہام کی تاثیر سے ہو جس کا نفس تیز!

موسیٰؑ ہوں کہ یوسفؑ ہوں کہ ہوں حضرت احمدؑ
حاکم ہے خدا ان کا۔ نہ فرعون نہ انگریز!

اللہ کے بندوں پہ جہالت سے یہ حملے!
غارت گرِ اقوام ہیں اپنے نقصاں پہ پرہیز!

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن میں!

سفرِ مدین ــــ (اور) ــــ شادی

(از مکرم ملک نذیر احمد صاحب ریاض)

(۲)

قصرِ شاہی کے پُرکیف و رنگین ماحول میں پرورش پاکر اور تہذیب و شائستگی کے سانچوں میں ڈھل کر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شباب کی ہنگامہ خیز منزل میں قدم رکھا تو آپ کے انداز ہی اور تھے۔ ایک جوان رعنا ایک باوقار اور پُررعب چہرہ اور ایک عظمت و شوکت کا مجسمہ۔ شدّتِ احساس کے باعث جلد ہی آپ کو معلوم ہو گیا کہ مصری خاندان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں اور بنی اسرائیل کو بلاوجہ لرزہ براندام کرنے والے مصائب میں گرفتار کرکے انتہائی ذلت کے ساتھ غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

اس رُوح فرسا منظر کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں فطرتی طور پر عبرانیوں کے معاملہ میں حمایت کا ایک عمیق جذبہ پیدا ہونے لگا چنانچہ زندگی کے ہر موڑ پہ مختلف حالات کا مشاہدہ کرتے اور اپنی قوم کو صبر آزما حالات میں سے گزرتے دیکھ کر جب آپ سِنِ رشد کو پہنچے تو خدا نے آپ کو فہم و فراست اور علم و حکمت سے نوازا اور ایک مضبوط قوتِ فیصلہ عطا فرمائی۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ معمول ہو گیا کہ آپ روز شہر میں پھر کر ملکی حالات کا جائزہ لیتے اور حتی الامکان بنی اسرائیل کی مدد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ شہر میں گشت لگاتے ہوئے اچانک آپ کی نظر ایک مصری پر پڑی جو ایک اسرائیلی کو بیگار کے لئے گھسیٹ رہا تھا۔ اسرائیلی نے جب آپ کو دیکھا تو فریاد کرنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصریوں کے پیہم مظالم سے پہلے ہی کافی آزردہ خاطر تھے اس لئے آپ نے غصہ کے لہجہ میں اس کو اس فعل سے محترز رہنے کی تلقین کی۔ وہ بھلا کب ماننے والا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا اور آپ نے اُس کو ایک گھونسہ رسید کر دیا جس کی تاب نہ لا کر وہ راہیٔ ملکِ عدم ہو گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ دیکھ کر بے حد افسوس ہوا کیونکہ آپ نے اس کو جان سے مار دینے کے خیال سے ایسا نہیں کیا تھا۔ بلکہ محض جرم کا احساس دلانے کے لئے تنبیہہ کے طور پر اُسے مُکّا مارا تھا۔ چنانچہ اِس حادثہ پر منفعل و شرمسار ہو کر آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور نہایت الحاح سے معافی کی التجا کی جس کو خدا نے شرفِ قبولیت بخشا اور آپ کو معاف کر دیا۔

یہ خبر آنِ واحد میں شہر میں مشہور ہو گئی کہ ایک مصری کو اسرائیلی نے قتل کر ڈالا ہے۔ فرعون نے قاتل کا پتہ لگانے کا حکم دیا۔

دوسرے روز حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی طرح شہر کی سیر کر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا وہی اسرائیلی ایک قبطی سے جھگڑ رہا ہے اور قبطی غالب ہے۔ اُس نے آپ کو دیکھ کر کل کی طرح فریاد کرنا شروع کی اور آپ سے مدد کا خواستگار ہوا۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت پریشان ہوئے۔ ایک تو گذشتہ ناخوشگوار واقعہ کی یاد سے آپ کا دل المناک احساسات کی آماجگاہ بن چکا تھا اس پر مستزاد یہ حالت دیکھ کر آپ نے مصری

کو بھی روکا اور اسرائیلی کو بھی سرزنش کی کہ تو خواہ مخواہ سر راہ لوگوں سے الجھتا پھرتا ہے اور جھگڑا مول لیتا ہے۔ اسرائیلی نے جب اس انداز سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زجر و توبیخ کرتے دیکھا تو سمجھا کہ شاید مجھے مارنا چاہتے ہیں وہ فوراً طنزیہ رنگ میں بولا کہ:-

"جس طرح تو نے کل ایک انسان (قبطی) کو مار ڈالا ہے اسی طرح آج مجھے قتل کرنا چاہتا ہے"

مصری نے جب یہ الفاظ سنے تو فوراً جا کر فرعونیوں سے تمام حال کہہ سنایا۔ اُن کی ہاتھی کمان نے یہ رپورٹ فرعون کو پہنچا دی کہ دراصل مصری کا قاتل تو موسیٰ ہے۔

یہ سنتے ہی فرعون غصہ سے بھڑک اُٹھا اور جلاد کو حکم دیا کہ فوراً موسیٰ کو گرفتار کر کے دربار میں حاضر کرے۔

فرعون کے معتمد اراکینِ حکومت میں ایک ایسا شریف النفس انسان بھی تھا جس کے رگ و پے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق محبت و عقیدت کے بے لوث جذبات کروٹیں لے رہے تھے اور وہ اسرائیلی مذہب کو حقائق سے لبریز اور اس کی تعلیم کو صداقت پر مبنی خیال کرتا تھا (تفاسیر سے یہ امر ثابت ہے کہ یہ فرعون کے خاندان کا ہی ایک فرد تھا) اس نے فوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچ کر حالات کی نزاکت سے مطلع کیا اور اوّلین فرصت میں یہاں سے ہجرت کر جانے کی تاکید کی۔ اور یہ کہ اس وقت تم نے ذرا سا بھی تساہل برتا تو جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

چنانچہ آپ تن تنہا "ارضِ مدین" کی طرف چل پڑے ۔ نہ ساتھی نہ ساتھی، نہ زادِ راہ بلکہ برہنہ پا بھی تھے۔ غرض یہ تھی کہ فرعونی حدود سے جلد نکل کر اپنی جان کو محفوظ کر سکیں۔

راہ چلتے چلتے دھوپ کی شدت سے مجبور ہو کر آپ بیتابی کے عالم میں ریت کے ایک ٹیلے پر چڑھ کر دیکھتے ہیں کہ کہیں نخلستان ہو تو ذرا سستا لیں اور تازہ دم ہو کر پھر اس طویل سفر کیلئے کمر ہمت باندھ کر چل پڑیں لیکن یہ سب ذہنی آسودگی کے حصول کی تمنائیں تھیں۔ ابھی کوسوں تک ریت کے اس بحرِ ناپیدا کنار کے سوا کوئی متنفس بھی دکھائی نہ دیتا تھا جو اس حیرت زا سکوت کے طلسم کو توڑنے میں مدد دے۔ پسینہ سے آپ شرابور ہو رہے تھے اور پاؤں کے تلوے گھس گئے تھے۔

طبری بروایت سعد بن جبیرؓ لکھتے ہیں کہ اس تمام سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوراک صرف درختوں کے پتے تھے۔ ننگے پاؤں اور طویل مسافت کے باعث تلووں کی کھال اُدھڑ گئی تھی۔

لیکن آپ ایک اولو العزم انسان کی طرح عواقب سے بے نیاز نامعلوم منزل کی طرف رواں تھے۔

آخر خدا خدا کر کے اس کٹھن مسافت کا عرصہ ختم ہوا، پریشانی کے بادل چھٹنے لگے اور سبزہ کے آثار دیکھ کر آپ کے دل میں نیا عزم اور نیا ارادہ پیدا ہوا اور آپ کے قدم ذرا تیزی سے آبادی کی طرف اُٹھنے لگے۔ تا حلق جو سوکھ کر کانٹا ہو رہا ہے اُسے ٹھنڈے پانی سے تر کر سکیں اور دھوپ کے جھلسے ہوئے جسم کو درختوں کی تسکین بخش چھاؤں میں ذرا آرام پہنچا سکیں۔

شہر کے قریب پہنچ کر آپ نے ایک کنوئیں کے سامنے پانی پلانے کے حوض پر لوگوں کا ہجوم دیکھا جو اپنی بھیڑ بکریوں کو پانی پلا رہے تھے اور قریب ہی کچھ فاصلہ پر دو لڑکیاں بھی کھڑی نظر آئیں جو اپنے جانوروں کو اس انتظار میں روکے کھڑی تھیں کہ یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلانے سے فارغ ہوں تو یہ آگے بڑھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ کر لڑکیوں کی مسکنت و غربت کا نظارہ کرنے لگے۔ کنوئیں چونکہ ہجوم سے خالی ہونے میں نہیں آتا تھا اور ادھر ان لڑکیوں کے جانور شدتِ پیاس سے بیتاب ہو رہے تھے۔

آپ کے دل میں لڑکیوں کے لئے ہمدردی اور رحم کے ملے جلے جذبات پیدا ہونے لگے اور ادھر مزاج چرواہوں پر رہ رہ کر غصہ آنے لگا۔ آپ کا جی چاہا کہ اس بے بسی کے عالم میں

ان معصوم لڑکیوں کی مدد کریں۔ چنانچہ ان کے قریب پہنچ کر وجہ دریافت کی تو بڑی لڑکی نے نہایت وقار کے ساتھ جواب دیا کہ ہم بے بس اور مجبور ہیں کہ ہم بکریوں کو پانی پلانے کے لئے آگے بڑھتی ہیں تو یہ طاقتور اور بے رحم چرواہے ہمیں پیچھے دھکیل دیتے ہیں۔ ہمارا باپ ضعیف العمر ہے اور ان میں اتنی سکت نہیں کہ ان کو اس نازیبا حرکت سے روک سکیں اس لئے جب یہ بھیڑ چھٹ جائے گی تو ہم بقیہ پانی پلانے میں کامیاب ہوسکیں گی ہمارا روز کا یہی دستور ہے۔"

یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سینے میں ایک ہیجان پیدا ہوا اور آپ کا دل مہربانی و تلطف کے جذبات کی آماجگاہ بن کر رہ گیا۔ آپ نے سوچا چرواہوں کے چلے جانے کا انتظار فضول ہے۔ آپ کی غیرت جوش میں آئی اور انبوہ کو چیرتے ہوئے سیدھے کنوئیں پر جا پہنچے اور جلد جلد ڈول کھینچنے لگے تا ان کی بکریوں کو پانی پلائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اجنبی ہونے کے باوجود اس طرح دیدہ دلیرانہ کنوئیں پر لپک کر آنا مدین کے آزاد شہریوں کو ناگوار تو گذرا لیکن آپ کے پُرعظمت و پُرجلال چہرے اور مضبوط ڈیل ڈول کو دیکھ کر چپ ہو رہے اور کسی نے کوئی لفظ زبان پر لانے کی جرأت نہ کی اور حضرت موسیٰ لڑکیوں کے جانوروں کو پانی پلانے میں مصروف ہو گئے۔ جب انہوں نے سیر ہو کر پانی پی لیا تو لڑکیاں تشکر آمیز نگاہیں آپ پر ڈالتے ہوئے رخصت ہو گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس اہم خدمت کی بجا آوری کے بعد پھر درخت کے سائے میں آکر بیٹھ گئے اور اپنے مستقبل کے متعلق سوچنے لگے۔

اس طرح خلافِ معمول لڑکیوں کے جلد فارغ ہو کر چلے آنے پر ان کے والد متعجب ہوئے تو لڑکیوں نے سب ماجرا کہہ سنایا۔

بوڑھے باپ نے بڑی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا:۔

"بیٹی! کیا یہ بہتر نہ تھا کہ تم اس مسافر کو یہاں لے آتیں تاکہ ہم اس کے حسن سلوک اور محنت کا اجر دے سکتے۔ ابھی جاؤ اور جلد اس مسافر کو میرے پاس لاؤ!"

یہاں باپ بیٹی میں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور اُدھر حضرت موسیٰ علیہ السلام درخت کے سائے کے نیچے بیٹھے اپنی بھوک فرد کرنے کی تدابیر سوچتے ہوئے نہایت بے تابی کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں یہ التجا کر رہے تھے کہ:۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ

اے خدا اس وقت جو بھی تیرے پاس میرے لئے بہتر سامان ہو تو اپنی رحمت کے خزانوں سے نازل کر کہ میں اس کا محتاج ہوں۔"

تھوڑی دیر کے بعد وہ لڑکی باپ کا پیغام لیکر آپ کے پاس پہنچی جہاں آپ اپنے خیالات میں محو بیٹھے گزشتہ واقعات کا جائزہ لے رہے تھے اور آئندہ کے متعلق سوچ رہے تھے۔ لڑکی کی حیا پرور نگاہیں زمین پر گڑی ہوئی تھیں اُس نے نہایت معصومانہ انداز میں اپنا سلسلہ کلام یوں شروع کیا:۔

"آپ ہمارے گھر چلیں، میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپ کے احسان کا بدلہ چکائیں۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس غیر متوقع دعوت کو اپنی پُرسوز دعاؤں کا اثر تصور کرتے ہوئے جانا قبول کر لیا اور لڑکی کے ساتھ ہو لئے۔ لیکن آپ کا دل ایک گہرے تفکر میں ڈوب کر رہ گیا۔

گھر پہنچ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لڑکی کے والد بزرگوار کو سلام عرض کیا۔ انہوں نے آپ کے متناسب الاعضاء جسم کا سر سے پاؤں تک جائزہ لیا اور پھر اس پیکر شرافت و نجابت کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور یوں گویا ہوئے:۔

بزرگ انسان: "بیٹا! میں تمہاری آج کی امداد کا بے حد ممنون ہوں۔ تم کون ہو، کہاں سے آرہے ہو اور کدھر کا ارادہ ہے؟"

حضرت موسیٰؑ "میرا نام موسیٰؑ ہے۔ میں عمران کا بیٹا ہوں جو اولادِ اسرائیل میں سے تھے۔ ہمارا اصل وطن کنعان ہے لیکن میں اس وقت مصر سے آرہا ہوں۔ ہمارے آباؤ اجداد یوسفؑ کے وقت سے مصر میں آباد ہیں۔ مصر کا بادشاہ فرعون ہماری قوم پر ظلم کرتا ہے۔ میں اس کے ظلم سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہاں بھاگ آیا ہوں۔"

بزرگ انسان "گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ یہ امن کی جگہ ہے مدائن پر فرعون کی حکومت نہیں۔ اب کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔"

حضرت موسیٰؑ اور لڑکی کے والد میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ بڑی لڑکی کھانا لیکر آئی۔ موسیٰ علیہ السلام صبح سے ہی خالی شکم تھے، خدا کا شکر ادا کیا اور کھانے میں مصروف ہو گئے۔

لڑکی نے چونکہ آپؑ کی تمام باتیں سُنی تھیں کھانا دے کر باپ کے پاس آئی اور کہنے لگی :-

"ابا جان! کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ اِن کو اپنے مویشیوں کے چرانے اور پانی کے انتظام و انصرام کے لئے رکھ لیجئے۔ اجیر وہی بہتر ہے جو قوی اور ایماندار ہو۔"

باپ بیٹی کی اس گفتگو سے بہت خوش ہوا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کھانے سے فارغ ہوئے تو بزرگ انسان آپؑ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے :-

بزرگ انسان "بیٹا! اب کہاں زمانہ کے حوادثات سے دو چار ہوتے پھروگے۔ میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میری نرینہ اولاد کوئی نہیں تم اولادِ اسرائیل کے ایک سعید الفطرت نوجوان ہو کیا تم میرے پاس رہنا پسند نہ کروگے؟ میں بھی اولادِ ابراہیمؑ سے ہوں اور یہ تمہارے چچا کا گھر ہے۔

اگر تم آٹھ دس سال تک کے لئے اپنے چچا کی خدمت کر سکو تو میں اپنی بڑی لڑکی تم سے بیاہ دوں گا اور یہی اس کا مہر شمار ہوگا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پُر تبسم چہرے کے ساتھ برضا و رغبت آپؑ کی اس تجویز کا خیر مقدم کیا اور اس شرط کو منظور کرتے ہوئے اس پر عمل کرنے کا عہد کیا۔ چنانچہ اس بزرگ انسان نے حسبِ وعدہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کر دی۔

اہلِ مدین نے دیکھا کہ اس نیک بوڑھے کا گھر خدا نے اپنے خاص فضل سے آباد کر دیا ہے۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک عرصہ تک مدین میں رہے اور اپنے خسر کے مویشیوں کی گلہ بانی کرتے رہے۔ در اصل یہ کام گلہ بانیٔ اقوام کی تمہید تھا +

عِلمِ رُوحانی سے نا واقفیت

"ایک طرف طاقت ہو۔ دوسری طرف سیر تماشے دیکھنے کی خواہش ہو اور تیسری طرف علمِ رُوحانی سے ناواقفیت ہو۔ یہ تین چیزیں جب جمع ہو جاتی ہیں تو انسان شیطان کے پیچھے چل پڑتا ہے۔"

(تفسیر سُورۃ الکہف صفحہ ۱۱۱)

بابُ المراسلات

چہرہ کے پردہ اور یتیم پوتا کی وراثت کے متعلق

الفرقان میں یتیم پوتے کی وراثت اور چہرہ کے داخل پردہ ہونے کے متعلق تحقیقات کے لئے مضامین طبع ہوئے ہیں۔ ذیل میں ہم دو احباب کے گرامی نامے درج کرتے ہیں ——— (ایڈیٹر)

مسئلۂ حجاب

(از جناب قاضی محمد یوسف صاحب مردان ضلع پشاور۔ صوبہ سرحد)

رسالہ الفرقان بابت ماہ اپریل ۱۹۵۴ء صفحہ ۱۹ کالم ۲ میں ایک سوال پوچھا گیا ہے کہ مسئلۂ حجاب میں آیا چہرہ کا پردہ کرنا داخل ہے یا نہیں؟ سو اس سوال کا جواب اگر صرف ہاں یا نہ ہی مراد ہو تو مختصراً میں کہہ دیتا ہوں کہ ہاں یقیناً اصل حجاب چہرہ ہی کا چھپانا مراد ہے اور باقی اعضاء کا حجاب ضمناً ہے۔ مگر بہت ممکن ہے کہ صرف اس قدر جواب سے کسی کو اطمینانِ قلب حاصل نہ ہو۔ اس واسطے میں کسی قدر تفصیل سے اس کا جواب تحریر کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

چہرہ ہی ذریعۂ شناخت ہے

مرد اور عورت کی شناخت بڑی حد تک چہرہ پر ہی منحصر ہے۔ خداتعالیٰ نے دونوں کے چہروں میں بڑا فرق رکھا ہے۔ مرد کے مردانہ خدوخال ہوتے ہیں اور چہرہ پر داڑھی اور مونچھ ہوتی ہے۔ عورت کا چہرہ صاف ہوتا ہے اور خدوخال میں زنانہ حسن نمودار ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں ذریعۂ شناخت چہرہ ہوتا ہے۔ خود چہرہ کے خط وخال اور تناسبِ اعضاء عورت کے چہرہ کو دلکش اور مقناطیسی کشش کا سبب بنا دیتے ہیں۔ پس دیکھنے والوں کو جو چیز عورت کے حسن کا پروانہ بنا دیتی ہے، وہ سب سے بڑھ کر عورت کا چہرہ ہے۔ چہرہ سے دوسرے درجہ پر عورت کی دلربا نگاہ ہے جو سینہ کے اندر سے دل کو کھینچ لیتی ہے اور تیسرے درجہ پر عورت کی شیریں گفتاری ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسے ایں دولت از گفتار خیزد

یعنے ایک عاشق کے دل میں صرف معشوق کے چہرہ کے دیکھنے سے ہی آتشِ عشق نہیں بھڑکتی بلکہ کئی دفعہ ایسا واقع ہوا ہے کہ معشوق کی گفتار نے بھی عاشق کو بھڑکا دیا ہے۔

انسانی بدن کے اعضاء میں چہرہ سب سے اوپر اور فوق ہے۔ اس کے بعد گردن، سینہ، پیٹ اور پیٹھ ہے، ہاتھ ہیں اور پاؤں ہیں۔ پاؤں سے ناف تک کے اعضاء پاجامہ میں مستور رہتے ہیں اور ران سے گردن تک پیٹ، سینہ، پیٹھ اور بازو پہونچوں تک کرتے میں ملبوس ہیں۔ یہ حصے تو انسانی بدن کے شرفاء اور مہذب باحیا لوگ لباس کے اندر پوشیدہ رکھتے ہیں اور پاگل یا افریقہ کے جنگلات کے وحشی ننگے رکھتے ہیں۔ سو یہ حصے بدن کے ستر اور پردہ کی بحث سے خارج ہیں۔ اب رہ جاتے ہیں ہاتھ کے پہونچے اور پاؤں ٹخنوں کے نیچے اور سر اور چہرہ۔

میں آغازِ مضمون میں کہہ چکا ہوں کہ بیندا الاعضاء الانسانیہ

چہرہ ہے۔ ہاتھ اور پاؤں سے بہت کم کوئی مرد یا عورت شناخت ہو سکتے ہیں لہٰذا سارا سوال رہ جاتا ہے صرف چہرہ کا۔ اگر چہرہ ہی کھلا ہے تو ستر اور پردہ کس چیز کا رہا۔ کیا ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کا ؟

عورت محصنہ ہے

قرآن کریم نے عورت کو محصنہ کہا ہے اور اس کا اصل مقام حصن ہے جس کے معنے ہیں عورت کا پردہ نشین ہونا۔ پس محصنہ وہ عورت ہے جو پردہ کرے محصنات اس کی جمع ہے یعنی پردہ دار عورتیں۔ خدا تعالیٰ نے ایک طرف فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ کا حکم دیا کہ تم لوگ عورتوں میں جو تم کو پسندیدہ ہوں ان کو بذریعہ نکاح عقدِ زوجیت میں لاؤ۔ تو دوسری طرف حکم دیا وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ یعنی ان سے ہماری مراد پردہ دار اور پاکدامن عورتیں ہیں خواہ وہ مومنات میں سے ہوں یا اہل کتاب میں سے ہوں۔ جو قیدِ پردہ سے باہر ہوں وہ محصنہ نہیں کہلا سکتیں۔ عورت کو بے پردہ آزاد چھوڑ کر اعتماد کیا جائے یا باپردہ کر کے احتیاط کی جائے۔ اسلام اس لحاظ سے اعتماد پر احتیاط کو ترجیح دیتا ہے۔ اور قرآنی احکام در بارہ پردہ احتیاطی امور کو مدنظر رکھ کر دیئے گئے ہیں۔

عورت گھر کی ملکہ ہے

خدا تعالیٰ نے ازواج النبیؐ کو حکم دیا کہ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (سورہ احزاب) تمہارا فرض ہے کہ تم گھروں کے اندر پردہ میں رہا کرو اور جس طرح ایام جاہلیہ سابقہ کی عورتیں آزادانہ چکر لگایا کرتی تھیں اور نمائش حسن کرتی تھیں تم نے یہ ناشائستہ حرکت نہیں کرنی۔ وہ نازیبا حرکت نہیں کرنی وہ نازیبا حرکت کفار کی تھی اور مومنہ عورتیں پابند پردہ درون خانہ رہیں گی نہ جیسا کہ بتقلید زنانِ مغربی آجکل پاکستان کی مسلمان عورتیں آزادانہ میل جول اختیار کر رہی ہیں۔ مغرب کا ہر شُلہ عورتوں کی آزادانہ حرکات سے مجبور ہو کر جرمن عورتوں سے مخاطب ہوا کہ Back in your kitchen. گھر سے باہر آوارہ گردی ترک کر دو اور اپنے فرائض منصبی اور خانہ داری کی طرف گھر میں رہ کر متوجہ ہو۔

مغرب کی اندھی تقلید

جو عیوب اہل یورپ اور امریکہ رد کرتے ہیں ہم اہل مشرق ان کو اپنانے لگ جاتے ہیں۔ اس آوارہ گردی اور بےحیائی اور آزادانہ میل جول نے یورپ کی عورتوں کے اخلاق کو کس قدر تباہ کر دیا اور کس قدر زنا کاری اور بدکاری بڑھی اور کس قدر حرامی وجود میں آ رہے ہیں۔ یہ سب بےپردگی کے پھل ہیں۔

عورت مرد کی نسل کی امین ہے

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ۔ تمہاری عورتیں تمہارے تخم کو بار آور کرنے کی کھیتیاں ہیں۔

ایک ماہر علم زراعت بتا سکتا ہے کہ کھیتی میں ہل موسم فصل میں کب چلایا جاتا ہے اور صحیح طریق پر بویا ہوا تخم کس طرح بار آور ہو سکتا ہے اور اس کی حفاظت کس طرح کی جاتی ہے۔ مالک کے سوا اوروں کو کھیت میں داخل ہونے سے کیوں روکا جاتا ہے؟ اس لئے کہ مالک کا بویا ہوا تخم ضائع اور برباد نہ ہو۔ اگر کھیت میں ہر شخص جب چاہے ہل چلا لیا کرے اور جو شخص چاہے اپنا تخم ڈال دے تو ایک تخم بھی صحیح صورت میں بار آور نہ ہوگا۔ اور کھیت کے مالک کو یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوگا کہ اس کھیت میں کس کا تخم سرسبز ہو رہا ہے۔ اسلام اس اشتراک کا قائل نہیں اور نہ عورت متاع مشترکہ ہو سکتی ہے۔ جو عورت اپنے شوہر کی ہو کر نہ رہے وہ شوہر کے دل کی، حفاظت کی، دولت کی اور مال و متاع کی مالک نہیں رہتی کیونکہ وہ خائنہ ہے۔

عورت کا اصلی مقام گھر ہے

خدا تعالیٰ نے صاف

اور واضح حکم دیا ہے کہ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔ اے عورتو! تمہارا مقام گھر ہے اور تم گھر کے اندر مستور زندگی بسر کرو۔ اسی گھر کی چار دیواری میں تمہاری عزت عصمت اور عفت محفوظ ہے۔ اگر کوئی غیر شخص دروازہ پر دستک دے اور اس سے سوال و جواب کرنے پر مجبور ہی ہو تو وَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (احزاب) دبی اور نرم زبان سے جواب مت دو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی مریض دل کا مرد کوئی ناجائز طمع کر بیٹھے۔ پس تم مردانہ جواب دو۔ اس حکم میں عورت کو دلآویز طرز پر کلام کرنے سے روکا گیا ہے اور سخت اور مردانہ جواب دینے کا حکم دیا ہے۔ کہ کہیں کوئی آوارہ مرد آواز کی شیرینی اور نرمی سے غلط خیال نہ پیدا کر لے۔

عام مومنوں کو حکم دیا گیا کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ (احزاب) اے مومنو! تم لوگ خدا کے نبی کے گھر میں مت داخل ہوا کرو۔ ہاں اس وقت اندر جا سکتے ہو جبکہ وہ تمہیں کھانے کی دعوت دیں۔ اگر عورتوں نے مردوں سے چہرے پوشیدہ نہ رکھنے تھے تو پھر لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ کے حکم کے معنے ہی کیا ہوئے۔ جو حکم نبی کے بارہ میں ہے وہی حکم امتیوں کے بارہ میں ہے۔

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ..... اگر تم نے نبی کی ازواج سے کوئی چیز مانگنی ہے تو پردہ کے پیچھے کھڑے ہو کر مانگو۔ یہاں چہرہ کا دیکھنا مراد نہیں تو کیا مراد ہے۔ کیا ہاتھ کی ہتھیلی یا پاؤں مراد ہیں؟ یا عورتوں کی پیٹھ مراد ہے؟

صاف ظاہر ہے کہ غیر مرد غیر عورت کا چہرہ نہ دیکھے اور غیر عورت غیر مرد کا چہرہ نہ دیکھنے پائے۔ کیونکہ دو غیر افراد کی آنکھوں کا ایک دوسرے سے دوچار ہونا ہی ہر قسم کا فتنہ پیدا کرتا ہے۔ اس حجاب کے اختیار کرنے کو تطہیر قلوب کا باعث گردانا ہے۔ نہ آنکھیں دوچار ہوں گی نہ دل فتنوں میں مبتلا ہوں گے۔ خدا تعالیٰ نے عام مومنوں کو بھی حکم دیا۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَھْلِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْھَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ۝ (نور)

یعنی اے مومنو! اپنے سکونتی گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں مت داخل ہو جب تک کہ تم کو ساکنانِ مکان اجازت نہ دیں۔ اور جب اندر داخل ہو تو سب سے مقدم باشندگانِ مکان پر السلام علیکم کہو تاکہ وہ خبردار ہو کر اپنا پردہ کر لیں۔ یہ طرزِ عمل تمہارے واسطے خیر و برکت رکھتا ہے تاکہ تم اس بات کو یاد رکھو کہ اگر اس مکان کے اندر کوئی مرد موجود نہ ہو تو تم اس گھر میں داخل نہ ہونا جب تک کہ تم کو باقاعدہ داخل ہونے کی اجازت نہ ہو۔ اور اگر گھر والے تم کو کہہ دیں کہ اس وقت نہیں مل سکتے۔ واپس لوٹ جاؤ تو برا نہ مانو اور لوٹ جاؤ۔ یہ لوٹنا تمہارے واسطے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے اور خدا تعالیٰ تمہارے اعمال پر نگران ہے۔

ان احکام میں بلا اجازت گھروں میں داخل ہونے سے کیوں روکا گیا۔ اگر آزادانہ میل جول کی ممانعت نہیں کی گئی یا عورتوں کے چہروں پر نظر ڈالنے سے روکا نہیں گیا تو اور کیا ہے؟

نگاہ کی حفاظت کے بارہ میں فرمایا۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ

مِنْهَا (نور) یعنی مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچے کی طرف جھکی ہوئی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ طرزِ عمل اُن کے واسطے پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے کاموں پر نگران ہے۔ اور مومنہ عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ راہ چلتے ہوئے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنی زینت وغیرہ کا غیروں سے اظہار نہ کریں۔ سوائے اسکے کہ مجبوراً یا اتفاقاً کوئی حصہ بدن کا بے احتیاطی سے کھل جائے۔

مرد اور عورت کیوں راہ چلتے نگاہیں نیچی رکھیں؟ اِس واسطے کہ عورت مرد کے چہرہ پر اور مرد عورت کے چہرہ پر آوارہ نگاہ نہ ڈال سکے۔ اور حفاظت دونوں پر لازمی ہے۔ مرد کے اندر چونکہ عورت کی طرف رغبت کی حرص زیادہ ہے اس واسطے اس کو کہا کہ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ تمہاری پاکیزگی کے واسطے یہ طرزِ عمل نہایت ضروری ہے اور اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ میں مردوں کو اور زیادہ خبردار اور محتاط رہنے کا حکم دیا۔

عورت میں چونکہ اپنے حسن و زیبائش کا خیال زیادہ ہوتا ہے اسلئے اس کو لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ کی تاکید کی کہ خواہ مخواہ غیر مرد کو اپنے حسن و زیبائش کا درشن نہ کراتی پھرے۔ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ اگر ہوا سے کوئی حصہ بدن ننگا ہو جائے یا بے احتیاطی سے کوئی حصہ کھل جائے تو وہ ارادہ اور نیت سے باہر کی بات ہے اور لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کی وجہ سے قابلِ درگذر ہے۔

عورت گھر سے باہر نکلنے پر اوڑھنی پہنے

اگر پردہ نشین عورت کو گھر سے باہر جانا پڑے۔ رشتہ داروں کے گھروں میں یا کسی اور ضرورت کے واسطے تو وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ (نور) وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالیں۔ یعنی بقول حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ سر پر سے منہ کے سامنے گھونگھٹ نکال کر گردن تک اس گھونگھٹ کو لٹکالیں اس طرح پھر نظر بھی ضرور نیچے رہے گی۔ (درس القرآن ص۲۱۶)

ایک دفعہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے فرمایا۔ کہ افغان عورتوں کی چادر بالکل وہی اوڑھنی ہے جو قرآن کریم کا حکم ہے۔ جس میں چہرہ نظر نہیں آتا۔ اور صرف راہ دیکھنے کے واسطے آنکھوں کے سامنے کا حصہ کھلا رہتا ہے۔ اس طرح حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے نزدیک چہرہ پر غیر مرد کی نگاہ نہیں پڑتی۔ وہ عام برقعے کو اِس واسطے ناپسند کرتے تھے کہ اس میں نگاہ سیدھی رہتی ہے۔ نظر نیچے نہیں رہتی۔

خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (احزاب) یعنی اے نبی! تم اپنی بیویوں اور لڑکیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہدو کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر لٹکا دیں۔ بقول حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ گھونگھٹ کو اپنے چہروں پر لٹکا کر رکھیں (درس القرآن ص۲۲۴)

ادنیٰ ترین غرض اِس حکم کی یہ ہے کہ نہ عورت کا چہرہ غیروں کو نظر آئے گا اور نہ وہ اس عورت کو شناخت کرسکینگے اور نہ شناخت دُکھ یا تکلیف کا سبب ہوگی اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

بالغ عورت کا چہرہ اس کا خاوند دیکھ سکتا ہے۔ اس کے والدین دیکھ سکتے ہیں (آبائہن میں باپ، چچا، دادا اور اس کا بھائی داخل ہے) اَبنائہن دیکھ سکتے ہیں (ابناء میں اس کی اپنی نرینہ اولاد، سوکن کی اولاد، دیور کی اولاد داخل ہے)

بھائی دیکھ سکتا ہے بھتیجے دیکھ سکتے ہیں اور ہمشیرہ زادے دیکھ سکتے ہیں اور اپنے میل جول کی شریف عورتیں دیکھ سکتی ہیں اور گھر کی کنیزیں دیکھ سکتی ہیں مگر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کے نزدیک طوائف، بداخلاق عورتیں بھی شریف عورتوں سے ملاقات نہ کریں۔

اگر زادا زمیل جول غیر مردوں سے منع نہیں یا چہرہ کا پردہ غیروں سے مدنظر نہیں تو ان تفصیلات کی کیا غرض ہو سکتی ہے جب بتا دیا کہ یہ لوگ عورتوں سے ملاقات کر سکتے ہیں یا انکی زینت کو دیکھ سکتے ہیں اسکے واضح معنے یہ ہیں کہ انکے سوا کوئی مرد انکو نہیں دیکھ سکتا۔

سورۂ نور میں اجازت ہے کہ عورت کی زیبائش کو اس کا شوہر دیکھ سکتا ہے یا عورت کا باپ اور چچا یا عورت کا خسر یا عورت کی نرینہ اولاد یا اسکے شوہر کی نرینہ اولاد یا عورت کے بھائی اور بھتیجے یا ہمشیرہ زادے یا اسکی ہم جنس عورتیں یا اسکی کنیزیں یا مردوں میں سے وہ نوکر جو شادی کی حد سے گذر چکے ہوں۔ یا وہ نابالغ لڑکے جو عورتوں کی شرمگاہوں سے واقف نہ ہوں۔

رفتار پر پابندی اگر عورتیں راہ چلتی ہوں تو وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ (نور) کا حکم ہے کہ وہ ایسی چال نہ چلیں جس سے اُن کی پوشیدہ زینت سے اہل چلتے مرد آگاہ ہو سکیں کیسی احتیاط ہے؟ تاکہ غیر مرد غیر عورت کی طرف خواہ مخواہ دیکھنے کی طرف مائل نہ ہو۔ ناجائز تعلقات سے بچنے کے واسطے عورتوں کو وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ کی تاکید فرمائی ہے۔ درحقیقت اسلامی احکام کی پابندی میں تقویٰ اور پاکیزگی اصل روح ہے۔ سورۂ زخرف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِى الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِى الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ یعنی عورت کی پرورش اور نشو و نما زیورات میں ہوتی ہے وہ اندرون پردہ رہتی ہے اور مردوں کی صفات نہ رکھنے کی وجہ سے وہ میدانِ جنگ میں نبرد آزما نہیں ہو سکتی پس عورت بسبب نازک اعضاء اور حالات کے مردانہ کاموں کی انجام دہی سے فطرۃً معذور ہے۔ عورت کا اصل کام ہے شوہر کی فرمانبرداری، گھر کی ضروریات کی نگرانی اور اولاد کی پرورش اور تعلیم و تربیت میں معلمانہ حیثیت قائم رکھنا اور گھر کو آباد رکھنا۔ اور مرد کے مال و متاع کی حفاظت کرنا۔ مرد کا کام ہے محنت اور جفاکشی سے کام کرنا اخراجاتِ زندگی کما کر لانا، عورت اور اس کی اولاد کے اخراجات پورے کرنا۔

اگر عورت گھر سے نکل کر غیر مردوں سے میل جول رکھے تو گھر کی نگرانی، انتظام اور شوہر کے آرام کے سامان کو کون مہیا کرے اور مرد کو کیونکر اطمینان ہو کہ عورت کو جو حمل ہے وہ اسی کا ہے اور غیر کا نہیں۔ ایک مرد فطرۃً ایک سے زائد بیویاں رکھ سکتا ہے مگر ایک عورت دو شوہروں کی ہو کر نہیں رہ سکتی یا ایک کی رہیگی یا دوسرے کی۔ نہ دو مردوں کے تخم کو بیک وقت بار آور کر سکتی ہے نہ دو شوہروں کو یکساں خوش رکھ سکتی ہے لغت زنان میں ضرب المثل ہے کہ مرد جو عورت کی طرف راغب ہوتا ہے تو اسکی کشش کا باعث عورت کا خوبصورت چہرہ ہے۔ پس عورت کے حسن کا سائن بورڈ اسکا چہرہ ہی تو ہے جو مرد کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور چہرہ ہی ہے جسکے حجاب میں لے لینے سے فتنہ بند ہو سکتا ہے اور اسکے بے نقاب اور بے حجاب ہونے سے مرد کا دل نذرِ ایمان اور جان و مال سب کچھ ضائع ہو جاتا ہے پس ہم بیقین شافی سے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم کے حجاب کے مسئلہ میں سب سے مقدم مقصد چہرہ کا پردہ ہے اور ان اسباب کو روکنا ہے جو مرد کو عورت کی طرف مائل اور متوجہ کرتے ہیں۔ جس کا آخری نتیجہ بے حجابی اور زنا کاری ہے ◆

۲- وراثت پوتا اور حجاب

(جناب محمد خان صاحب پٹھان چک ۱۲ ب براستہ جڑانوالہ)

رسالہ الفرقان پڑھنے سے معلوم ہوا کہ آپ پوتا کو دادا کی وراثت کے متعلق اور پردہ کے متعلق کہ چہرہ کو چھپانا داخل ہے یا نہ۔ عام رائے دریافت فرماتے ہیں سو عرض ہے کہ (۱) پوتے کو دادا کی وراثت ضرور ملنی چاہیئے اور میں قرآن کریم کی رو سے قائل ہوں يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِىْۤ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ۔ خدا تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ

مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے۔ یہ عام اصولی طور سے ایک قانون نافذ کیا گیا ہے کہ جب الد کے کئی لڑکے اور لڑکیاں ہوں تو تقسیم اس طرح کرو کہ ہر مرد کو بہن سے دگنا حصہ ملے۔ اب رہا پوتے کو دادا کی جائداد سے حصہ ملے یا نہ تو عرض ہے کہ پوتے کو دادا کی اولاد نہ سمجھنا بڑا ظلم اور قرآن کریم کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم جب دادا اور پڑدادا کو باپ کہتا ہے تو دادا یا پڑدادا اپنے پوتوں اور پڑوتوں کو اپنی اولاد کیونکر نہیں کہہ سکتا۔ حکومت کو حق نہیں کہ پوتے کو جائداد سے محروم رکھے۔ اس کو اپنے چچا کے ساتھ (اگر ایک ہے) برابر حصہ ملنا چاہیئے۔ کیونکہ تقسیم وراثت کے لئے ہر مسلمان پر یہ لازمی ہے کہ اپنے مال کی وصیت کرے۔ جب کوئی شخص وصیت کئے بغیر فوت ہو جاتا ہے تو یہ قرآن کریم کی خلاف ورزی کرتا ہے اس غلطی کا خمیازہ پوتے پر ہرگز ڈالا نہیں جا سکتا۔

(۲) پردہ میں زینت کے مقام میں چہرہ ضرور شامل ہے۔ عادتاً کھلے رہنے کے مقام ہاتھ پاؤں ہیں۔ اگر چہرہ چھپانا نہیں تو پردہ کا حکم قطعی بے سود ہے کیونکہ چہرہ میں آنکھیں شامل ہیں اگر یہ کھلی رہیں تو تمام فساد آنکھوں کا ہوتا ہے اسلئے فرمایا گیا ہے کہ عورتیں اور مرد آنکھیں نیچی رکھیں۔ اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اگر عورت کا چہرہ چھپانا پردہ میں داخل ہے تو نیچے نظر رکھنے کا پھر کیا مطلب ہے۔ میرے خیال میں باوجود عورت کے چہرہ کے چھپے ہونیکے بھی عورت کو حکم ہے کہ غیر مرد کو ارادۃً نہ دیکھے۔ دوسری دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ اگر عورت کا چہرہ چھپا ہوا ہو تو دُنیا کا کاروبار عورتیں کیسے کر سکتی ہیں؟ یہ دلیل بھی غلط ہے۔ ہمارے مزارعان کی عورتیں اکثر ہم سے پردہ یعنی گھونڈ (پنجابی لفظ ہے، مُنہ پر کپڑا ڈالنے کو کہتے ہیں) کرتی ہیں اور یہ عورتیں باہر کھیتوں میں روٹی لیجاتی ہیں، چارہ کاٹتی ہیں اور سارا کاروبار کرتی ہیں جب کوئی غیر مرد نزدیک آتا ہے تو کاروبار کرتے ہوئے یہ گھونڈ کرتی ہیں۔ پس یہ امر عورتوں پر منحصر ہے۔ اگر وہ چاہیں تو کاروبار کرتے ہوئے پردہ کر سکتی ہیں جس میں چہرہ بھی شامل ہوتا ہے۔

حدیثوں سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ چہرہ چھپانا پردہ میں داخل ہے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہار گم ہوا تھا اور حضرت عائشہؓ اتفاقیہ قافلہ سے رہ گئی تھیں، تو سامان دیکھنے والا جب آیا تو اُس نے پکارا "جو عورت سوئی ہے پردہ کر لے۔" حضرت عائشہؓ نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔

"تحقیق اُمّ الالسنہ" بقیہ صفحہ ۲۴

سنسکرت میں یہ اختلاط بہت زیادہ تھا۔ اور فلالوجسٹ تمام تر سنسکرت کی طرف متوجہ رہے اس لئے وہ گُم کر گئے۔ اور مندرجہ بالا قسم کے غیر مربوط مفہومات اور مخلوط الفاظ اس گمراہی میں ممد ہوئے۔ چار مولا رفعِ اختلاط ان غلط نظریوں اور بے سُراغ زبان کے نظریہ کا مکمل اور مُسکت جواب بفضلہ تعالیٰ ہے۔ یہ غلط نظریئے قائم ہوتے رہے۔ پھر بتائید الٰہی احمدیت نے میدان تحقیق میں قدم ڈالا اور دلائل و شواہد کے ساتھ "اتممنا علیھم حجۃ بعد حجۃ وبکتناھم دفعۃ بعد دفعۃ۔ حتّٰی صار دنا المضمار۔ وما بقی لاحد الّا الفرار"۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق ضروری اعلان

جامعہ احمدیہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کیلئے جاری کیا گیا ہے تا مبلغین اسلام پیدا ہوں جو اکناف عالم میں اعلائے کلمۃ اللہ کی عظیم الشان اور مستقل خدمت سرانجام دیں۔

آجکل جامعہ احمدیہ میں میٹرک پاس طالبعلم داخل کئے جاتے ہیں جنہیں چار سال میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کرایا جاتا ہے۔ اب چونکہ میٹرک کا نتیجہ نکلنے والا ہے اسلئے خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ جامعہ احمدیہ میں داخل ہو کر دینی علوم حاصل کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل میں حصہ پائیں۔

امسال انجمن میں یہ معاملہ بھی پیش ہے کہ جامعہ احمدیہ میں مڈل پاس طلباء بھی داخل کئے جائیں جو چھ سال میں مولوی فاضل کے امتحان کے ساتھ ایف اے کا امتحان بھی پاس کر کے جامعہ سے فارغ ہوں گے۔ لہٰذا مڈل پاس نوجوان بھی درخواستیں بھیج دیں تا داخلہ کی سکیم منظور ہونے پر انہیں بلوا لیا جائے۔ میٹریکولیشن طالبعلموں کو بھی اپنی درخواستیں جلد بھیجنی چاہئیں ——— مستحق طلباء کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں ——

رسالہ الفرقان کے متعلق تجاویز

(۱) مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب پروفیسر جامعۃ المبشرین ربوہ لکھتے ہیں:۔

"رسالہ الفرقان کے ذریعہ آپ قرآن مجید کی جو عظیم الشان خدمت کر رہے ہیں وہ قابل شکریہ ہے لیکن میری حقیر رائے میں اگر اس رسالہ کی ترتیب میں مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھ لیا جائے تو یہ رسالہ زیادہ نافع اور زیادہ مقبول بنایا جا سکتا ہے۔

(۱) ہر شمارہ میں قرآن مجید کے ایک رکوع کا ایسا ترجمہ درج ہونا چاہیئے جو بامحاورہ اور سلیس ہو اور اس سے قرآن مجید کا صحیح مفہوم معلوم ہو سکے۔

(۲) قرآن مجید کی مشکل آیات میں سے ہر شمارہ میں کم از کم ایک آیت کی تفسیر درج ہونی چاہیئے۔

(۳) قرآن مجید کی شان کا اظہار کرنے والے مضامین میں سے کم از کم ہر شمارہ میں ایک طویل اور اعلیٰ درجہ کی تحقیقات پر مشتمل مضمون درج ہونا چاہیئے۔

اگر مندرجہ ذیل مضامین کو بھی مدنظر رکھ لیا جائے تو ایک عمدہ علمی ذخیرہ جمع ہو سکے گا۔

(۱) قرآن مجید کی تفسیر کے اصول۔ (۲) فضائل قرآن مجید۔ (۳) قرآن مجید پر مستشرقین کے اعتراضات اور ان کے جوابات۔
(۴) مکی سورتوں کا مدنی سورتوں سے کیونکر امتیاز کیا جا سکتا ہے مستشرقین نے اس کے متعلق جو لکھا ہے اگر وہ غلط ہے تو اس کی تردید۔
(۵) اعجاز قرآن مجید۔ (۶) اقسام قرآنی۔ ان آیات کی تشریح جن میں اقسام کا ذکر ہے۔ (۷) کیا قرآن مجید میں ترتیب ہے؟۔
(۸) ناسخ و منسوخ پر جامع بحث۔ (۹) جمع و ترتیب قرآن مجید۔ (۱۰) مقطعات قرآنی پر جو بحث ہو چکی ہے اس کو جمع کر دیا جائے اور اگر مزید کوئی بحث ہو سکتی ہو تو اس کو درج کیا جائے۔ (۱۱) محکم و متشابہ۔

علاوہ ازیں ہمارے مقابل پر آنے والی تحریکات کے متعلق ہر شمارہ میں کچھ نہ کچھ لکھا جاتا رہنا چاہیئے۔ طلوع اسلام اور چراغ راہ پر خاص نگاہ ہونی چاہیئے"۔

(۲) مکرم جناب حافظ احمد شفیع صاحب لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ کالج سرگودھا تحریر فرماتے ہیں:۔

"الفرقان کا قرآن نمبر دیکھا۔ اس میں علاوہ دیگر بلند پایہ مضامین کے چند مضامین ایسے بھی ملے جن سے مجوزہ کورس اسلامیات بی اے کلاس پنجاب یونیورسٹی سے متعلق تھے۔ طلباء بہت مستفید ہوتے ہیں۔ ہم آئندہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل موضوعات پر اظہار خیال فرما کر مشکور ہوں گے۔

(۱) عربی ادب کی ترقی اور ترویج پر قرآن کا اثر اور احسان۔

(۲) قرآن کی طرز ادا، زبان اور اعجاز لفظی و معنوی۔

(۳) علم قرأت، تفسیری ادب کا ارتقاء اور رجحانات"۔

(۳) جناب مولوی صدرالدین صاحب مولوی فاضل مونگ ضلع گجرات سے لکھتے ہیں:۔

"ہر ماہ الفرقان کے ہر پرچے میں قرآن کریم کا ایک رکوع با ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ درج کیا جاوے۔ اور اگر مل سکے تو وہ ترجمہ جو شروع خلافت میں انجمن ترقی اسلام کی طرف سے از مقام قادیان شائع ہوا تھا اس کو شروع کیا جاوے جب وہ ختم ہو جاوے تو پھر دوسرا پارہ اسی طرح بالالتزام کام آتا رہے۔ اگرچہ یہ رفتار بہت سست ہوگی مگر بارہ رکوع تو سالانہ ہو جائیں گے۔ ایک نظام ہو۔ خیر الاعمال ما دام وان قل۔ نام کی رعایت سے اکثر مضامین متعلقہ قرآن ہی ہوں۔ ترجمہ اور تفسیر۔ باقی مضامین اسی ذو کے ماتحت ہوں"۔

فتنۂ "اکثریت و اقلیت" قرآن مجید کی روشنی میں

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مامور کے زمانہ میں اکثریت و اقلیت کا فتنہ پیدا ہوتا رہا ہے۔ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور اصلاحِ خلق کا بیڑہ اُٹھاتا ہے تو دُنیا کے فرزند اور اپنے ظاہری علوم پر نازاں لوگ اسکے مخالف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (المومن آیت ۸۳) کہ جب ان لوگوں کے پاس رسول بیّنات و دلائل لیکر آئے تو وہ اپنے ظاہری علوم کے گھمنڈ پر ان کے مخالف ہو گئے اور ان سے استہزاء کرنے لگے۔ یہاں تک کہ عذابِ الٰہی نے اُن کو گھیر لیا۔

مامور کے ظہور کے شروع میں لوگ اسے دیوانہ قرار دیتے ہیں اور اسے ناقابلِ التفات سمجھتے ہیں لیکن جب دعوتِ حق کی قبولیت شروع ہوتی ہے اور لوگ اس مامور کی حلقہ بگوشی میں آنے لگ جاتے ہیں تو منکرین فوراً اکثریت و اقلیت کا فتنہ برپا کر دیتے ہیں حالانکہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ حق و صداقت کا اس پر کوئی دارومدار نہیں کہ اسکے ماننے والے تھوڑے ہیں یا زیادہ ہیں۔ سچائی بہرحال سچائی ہے خواہ اس کا ماننے والا ایک ہی شخص ہو اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جب کوئی نبی اُٹھتا ہے تو پہلے وہ اکیلا ہی ہوتا ہے اور جن کی اصلاح کے لئے وہ مامور ہوتا ہے وہ اکثریت میں ہوتے ہیں بھلا اگر اکثریت حق پر ہو اور اکثریت اصلاح یافتہ ہو تو پھر کسی مامور اور فرستادہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اسلئے انبیاء اور مصلحین کے باب میں اکثریت و اقلیت کا سوال غیر معقول اور نادرست ہے اس جگہ دیکھنے والی بات صرف یہ ہوتی ہے کہ آیا جو دعویٰ کیا جا رہا ہے اس کی دلیل موجود ہے' جو بات کہی جا رہی ہے وہ ثابت ہے؟

یہ امر سخت حیرت انگیز ہے کہ آج کے علماء نے قرآن مجید کے سراسر مخالف یہ فتنہ برپا کر رکھا ہے کہ احمدیوں کی تعداد چونکہ تھوڑی ہے اسلئے وہ باطل پر ہیں اور اکثریت کو حق ہے کہ ان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنائے۔ اسلام کسی قسم کے مذہبی جبر کا روادار نہیں اسلئے جبر و اکراہ تو کسی صورت میں جائز نہیں لیکن اکثریت و اقلیت کا سوال اٹھانا بھی کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ ہمارے مخالفین کو چاہیئے تھا کہ وہ قرآن مجید کو محکِ امتحان قرار دیکر احمدیہ عقائد کا جائزہ لیتے۔ جب یہ ثابت ہے کہ احمدی جماعت کے عقائد قرآن مجید کے رُو سے درست ہیں تو پھر کیا سوال ہوا کہ ان کی تعداد تھوڑی ہے۔ اکثریت و اقلیت کے بارے میں قرآن مجید کی آیات ذیل خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم سے کہا۔

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ
اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا
فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○

"کہ جب تک تم میں سے ایک جماعت میری رسالت پر ایمان لے آئی ہے اور ایک حصہ ابھی تک ایمان نہیں لایا لیکن تم صبر سے انتظار کرو یہاں تک کہ احکم الحاکمین خدا ہمارے درمیان فیصلہ کر دے"۔

حضرت شعیبؑ کے اس پُرخلوص بیان پر قوم کے لیڈروں نے کہا:-

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ
قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ
لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا

كَارِهِيْنَ ۝

کہ ہم تو تمہیں اور تمہارے ساتھ کے مومنوں کو اپنی آبادی سے نکال دیں گے ورنہ تم ہماری ملت میں واپس آجاؤ۔ حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ کیا ناپسندیدگی کے باوجود بھی واپس آنا ضروری ہے؟"

اس سے ظاہر ہے کہ نبی پُرمحبت پیغام دیتے ہیں، دلیل سے بات کرتے ہیں مگر اُن کے مخالف اپنی کثرت کے زعم پر ایک فتنہ برپا کر دیتے ہیں اور نبی اور اُس کی جماعت کو ملک بدر کرنے کے درپے ہوتے ہیں یا جبراً اُن کے عقائد چھڑانا چاہتے ہیں۔

انبیاء پر ابتداءً ایمان لانے والے ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں اور اُن کے مخالف اپنی اکثریت کی وجہ سے اکڑتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ
مُتْرَفُوْهَا اِنَّا بِمَا اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۔
وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا
وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝

کہ ہم نے جب کبھی کسی جگہ اپنا فرستادہ بھیجا تو وہاں کے سربرآوردہ لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس مال زیادہ ہیں اور ہم اولاد و تعداد کے لحاظ سے بھی زیادہ ہیں اسلئے ہم پر عذاب نہیں آسکتا۔

فرعونِ مصر کے ڈر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے۔ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰىٓ اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ۔ فرعون نے بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے بولتے متکبرانہ انداز میں کہا:۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝
وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ
حٰذِرُوْنَ ۝ (الشعراء: ۵۴ تا ۵۶)

کہ بنی اسرائیل نہایت چھوٹی سی اقلیت ہے ہم انکو دیکھ کر غضبناک ہوتے ہیں اور ہمیں ان سے چوکس رہنا پڑتا ہے۔"

فرعون نے بنی اسرائیل کی قلتِ تعداد کی وجہ سے اقلیت اور اکثریت کا فتنہ برپا کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکہف میں (جو آخری زمانہ کے فتنوں سے خصوصی تعلق رکھتی ہے) دو شخصوں کی مثال بیان فرمائی ہے۔ ایک کہتا ہے اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا۔ کہ میں اپنے باغات اور مال اور تعداد میں تم سے بڑھ کر ہوں دوسرا کہتا ہے اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا۔

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝

(الکہف: ۳۹-۴۰) کہ اگر آپ مجھے مال و تعداد کی قلت کی وجہ سے حقارت سے دیکھتے ہیں اور اپنے باغات پر غرور کرتے ہیں تو یہ بھی تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے تیرے باغ سے بہتر باغ دیدے اور تیرے باغ پر آسمان سے بگولہ بھیج کر اسے تباہ شدہ دلدل بنا دے۔

اِن آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں ظاہر ہے کہ تعداد کی قلت اور کثرت ایسی چیز نہیں جس پر کسی کو تکبر اور غرور کرنے کا حق ہو۔ دُنیوی طور پر بھی یہ چیزیں آنی فانی ہیں اور دینی طور پر تو ذاتی لحاظ سے اُن کا عقائد کی صحت یا عدم صحت سے کوئی تعلق نہیں۔ مذہبی میدان میں اصل چیز دلیل و بُرہان ہے۔ اسی سے کسی کا صادق ہونا معلوم ہوتا ہے اور اسی سے اہلِ باطل کا بطلان واضح ہوتا ہے۔ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ۔

کیا ہمارے مخالف قرآن مجید کے رُو سے عقائد کی تحقیق نہیں کر سکتے کہ وہ اسلام کے خلاف اکثریت اقلیت کا فتنہ کھڑا کرنا چاہتے ہیں؟ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ✦

رسالہ الفرقان
ہر ماہ کی بیس۲۰ تاریخ کو شائع ہوتا ہے!